عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۲۱ تا ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ مطابق ۳۱ جنوری تا ۶ فروری ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۳۶

مسئلہ قادیانی وزیر کا؟

قادیانی وزیر اور سپریم کورٹ آف پاکستان

اسلام کا بنیادی رکن روزہ

لیلۃ القدر کی برکات

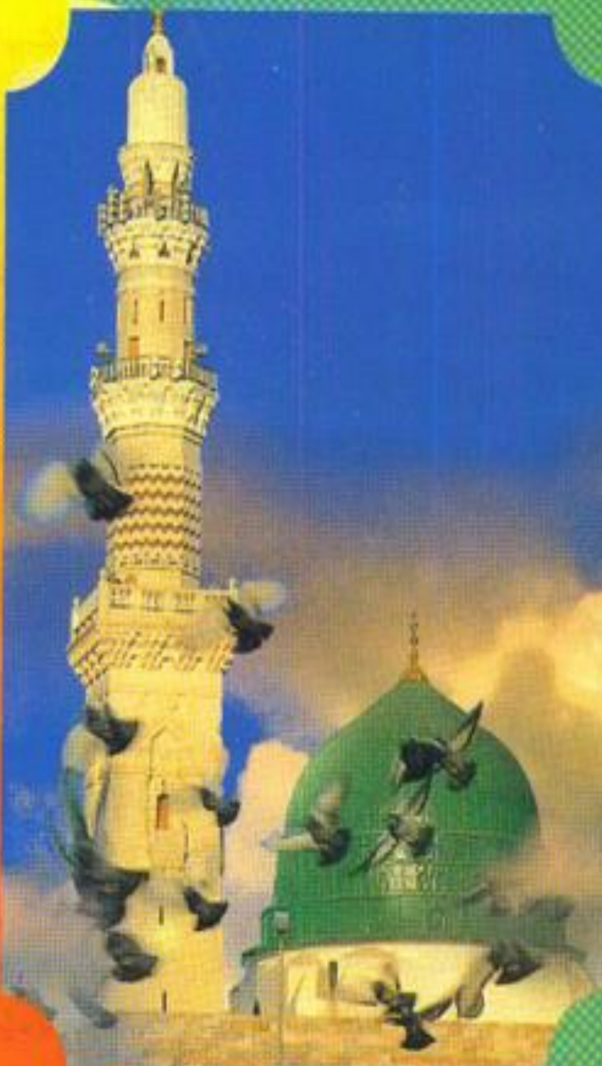

یوم پاکستان اور رمضان کے تقاضے

قیمت ۵ روپے

اعتکاف کے مسائل

س..... اعتکاف کیوں کرتے ہیں اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

ج...... رمضان المبارک کے آخری دس دن مسجد میں اعتکاف کرنا بہت ہی بڑی عبادت ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اس لئے اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ہر مسلمان کو اس سنت کی برکتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور کریم آقا کے دروازے پر سوالی بن کر بیٹھ جانا بہت ہی بڑی سعادت ہے۔ یہاں اعتکاف کے چند مسائل لکھے جاتے ہیں۔ مزید مسائل حضرات علمائے کرام سے دریافت کر لئے جائیں۔

○ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت کفایہ ہے، اگر محلے کے کچھ لوگ اس سنت کو ادا کریں تو مسجد کا حق جو اہل محلہ پر لازم ہے ادا ہو جائے گا۔ اور اگر مسجد خالی رہی اور کوئی شخص بھی اعتکاف میں نہ بیٹھا تو سب محلے والے لائق عتاب ہوں گے اور مسجد کے اعتکاف سے خالی رہنے کا وبال پورے محلے پر پڑے گا۔

○ جس مسجد میں پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو اس میں اعتکاف کے لئے بیٹھنا چاہئے اور اگر مسجد ایسی ہو جس میں پنج وقتہ نماز باجماعت نہ ہوتی ہو اس میں نماز باجماعت کا انتظام کرنا اہل محلہ پر لازم ہے۔

○ عورت اپنے گھر میں ایک جگہ نماز کے لئے مقرر کر کے وہاں اعتکاف کرے اس کو مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کا ثواب ملے گا۔

○ اعتکاف میں قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف، ذکر و تسبیح، دینی علم سیکھنا اور سکھانا اور انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے حالات پڑھنا سننا اپنا معمول رکھے، بے ضرورت بات کرنے سے احتراز کرے۔

○ اعتکاف میں بے ضرورت اعتکاف کی جگہ سے نکلنا جائز نہیں ورنہ اعتکاف باقی نہیں رہے گا۔ (واضح رہے کہ اعتکاف کی جگہ سے مراد وہ پوری مسجد ہے جس میں اعتکاف کیا جائے، خاص وہ جگہ مراد نہیں جو مسجد میں اعتکاف کے لئے مخصوص کر لی جاتی ہے)

○ پیشاب پاخانہ اور غسل جنابت کے لئے باہر جانا جائز ہے اسی طرح اگر گھر سے کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو کھانا کھانے کے لئے گھر جانا بھی جائز ہے۔

○ جس مسجد میں معتکف ہے اگر وہاں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں جانا بھی درست ہے مگر ایسے وقت جائے کہ وہاں جا کر تحیۃ المسجد اور سنت پڑھ سکے، اور نماز جمعہ سے فارغ ہو کر فوراً اپنے اعتکاف والی مسجد میں واپس آجائے۔

○ اگر بھولے سے اپنی اعتکاف کی مسجد سے نکل گیا تب بھی اعتکاف ٹوٹ گیا۔

○ اعتکاف میں بے ضرورت دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت کرنا ہاں اگر کوئی غریب آدمی ہے کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں وہ اعتکاف میں بھی خرید و فروخت کر سکتا ہے مگر خرید و فروخت کا سامان مسجد میں لانا جائز نہیں۔

○ حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا درست نہیں، ہاں اگر ذکر اور تلاوت وغیرہ کرتے کرتے تھک جائے تو آرام کی نیت سے چپ بیٹھنا صحیح ہے۔

بعض لوگ اعتکاف کی حالت میں بالکل ہی کلام نہیں کرتے بلکہ سرمنہ لپیٹ لیتے ہیں اور اس چپ رہنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اچھی باتیں کرنے کی اجازت ہے۔ ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے، اسی طرح فضول اور بے ضرورت باتیں نہ کرے بلکہ ذکر و عبادت اور تلاوت و تسبیح میں اپنا وقت گزارے۔ خلاصہ یہ کہ محض چپ رہنا کوئی عبادت نہیں۔

○ رمضان المبارک کے دس دن کا اعتکاف پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیسویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو جائے کیونکہ بیسویں تاریخ کا سورج غروب ہوتے ہی آخری عشرہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس اگر سورج غروب ہونے کے بعد چند لمحے بھی اعتکاف کی نیت کے بغیر گزر گئے تو اعتکاف مسنون نہ ہوگا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۵ شمارہ ۳۶

۲۱ تا ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

بمطابق ۳۱ جنوری تا ۶ فروری ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبد الرحمن باوا

اس شمارے میں

- ایک اچھا فیصلہ ۴
- مسئلہ قادیانی وزیر کا؟ ۶
- قادیانی وزیر اور سپریم کورٹ آف پاکستان ۸
- یوم پاکستان اور رمضان کے تقاضے ۹
- جناب وزیر اعلیٰ اب تو مان جائیے ۱۱
- اسلام کا بنیادی رکن روزہ ۱۳
- لیلۃ القدر کی برکات ۲۰

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر — مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی — مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے — ششماہی: ۱۲۵ روپے — سہ ماہی: ۶۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر

یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ، ملتان فون 514122-583486، فیکس 542277

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN

LONDON SW9 9HZ U.K.

PHONE: 071-737-8199

پبلشر: عبد الرحمن باوا — ناشر: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۲۰۳ بل رٹلیف ٹاؤن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہبی رہنماؤں کا بہیمانہ قتل..........سازش کا نیارخ

قومی اخبارات کے مطابق مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۹۷ء بارہ بجے دن لاہور سیشن کورٹ میں پیشی کے وقت قائدین سپاہ صحابہؓ پر ایک طاقتور بم سے حملہ کیا گیا اور موقع پر ۳۰ افراد جاں بحق ہوگئے۔ اور سو سے زیادہ شدید زخمی ہوگئے جاں بحق ہونے والوں میں سپاہ صحابہؓ کے سرپرست اعلیٰ مولانا محمد ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ ایک پریس فوٹوگرافر، پولیس اہلکار اور زیادہ تر تعداد استقبالی کارکنوں کی تھی۔ سپاہ صحابہؓ کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق شدید زخمی ہوئے۔ یہ دونوں رہنما گزشتہ ایک سال سے پابند سلاسل تھے۔ ۱۸ جنوری کو پولیس کی نگرانی اور تحویل میں انہیں عدالت میں لایا گیا اور احاطہ عدالت میں خون سے نہلا دیا گیا۔ ان حضرات کا قصور یہ تھا کہ وہ حضرات صحابہ کرامؓ سے محبت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت اور ان سے عداوت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت قرار دیتے تھے۔

ان سے اور ان کے طریقہ کار سے کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے مگر ان کی آواز کو خاموش کرانے کا یہ طریقہ مہذب دنیا میں پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ یہ اسلامی اور اخلاقی ہر اعتبار سے قابل نفرت ہے۔ احاطہ عدالت میں بم کے حملے کی واردات حکومت کی نااہلی اور ملک میں موجود لادین قوتوں، خصوصاً یہودی نسل اور قادیانی گماشتوں کی کامیاب منصوبہ بندی اور سازش ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ ملک میں حکومت پر یہی طبقہ قابض ہے۔ حکومت میں اگر ذرہ بھر بھی احساس ذمہ داری کی رمق ہوتی تو اخلاقاً اپنی نااہلی کا اعتراف کرتے ہوئے فوراً مستعفی ہو جاتی۔ جو حکومت شہریوں کے جان و مال کی بلکہ اپنے قیدیوں کی حفاظت نہ کر سکے اسے برسراقتدار رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ گزشتہ نسوانی حکومت میں ماورائے عدالت عوام کا قتل ہونا اگر اس کی برخاستگی کا سبب بن سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ احاطہ عدالت میں ماورائے عدالت علماء اور ایک مذہبی تنظیم اور اس کے کارکنوں کا بے دردی سے قتل عام اس حکومت کی برخاستگی کا سبب نہ بن سکے؟ خصوصاً ایسی حکومت جو قادیانیت نوازی کی تمام سرحدیں پھلانگ چکی ہو۔

جناب صدر! آپ اگر ایسے افراد اور لابیوں کو لگام نہیں دے سکتے، اور آپ مسلمانوں کی جان و مال کا تحفظ نہیں کر سکتے تو خواہ مخواہ اپنی گردن پر خون ناحق کا بوجھ اٹھانے سے بہتر ہے کہ مستعفی ہو کر محلہ کی مسجد میں ذکر و عبادت میں مصروف ہو جائیں۔ یہ روش کچھ اچھی روش نہیں ہے۔ آج اگر ایک پارٹی کی قیادت پر اس بے دردی سے حملہ کیا گیا ہے تو کل دوسری پارٹی کے خلاف بھی یہ کارروائی کی جائے گی اور بغض و عداوت اور منافرت کی یہ آگ یہاں نہیں رکے گی بلکہ قوم و ملک کو لے ڈوبے گی۔ اگر اس ملک کو بچانا ہے تو اس کی واحد صورت یہ ہے کہ انتہائی کڑی تفتیش کے ذریعے ایسے ملک دشمن عناصر کا کھوج لگایا جائے اور انہیں گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ ایسے واقعات کو نہ دہرایا جا سکے۔

جناب صدر کو معلوم ہے کہ قادیانی امت کا پیشوا مرزا طاہر احمد بارہا یہ اعلان کر چکا ہے کہ ہم پاکستان کو بیروت بنا دیں گے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس پر توجہ نہیں دی گئی، بلکہ ایسے غداروں اور ملک دشمنوں کو اعلیٰ عہدوں اور وزارت کے مناصب سے نوازا جا رہا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے اور یہ ملک و ملت کی خیر خواہی پر مبنی مطالبہ ہے کہ ان سانپوں کو دودھ پلانے کی بجائے ان کا سر کچلا جائے اور اس غداروں کے ٹولے کو شامل تفتیش کر کے ملک و ملت کے خلاف سازشوں سے پردہ اٹھایا جائے۔ ایسے وقت میں جبکہ نگراں حکومت کی طرف سے قادیانیوں کو دی جانے والی غیر

آئینی مراعات کے خلاف ملک کے تمام مکاتب فکر مشترکہ طور پر صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں' ایسا واقعہ قادیانیوں کی طرف سے اپنے خلاف ہونے والے عوامی احتجاج کا رخ موڑنے کی سازش کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ ہم اس بزدلانہ کارروائی کی مذمت کرتے ہیں اور مرحومین کے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ایک اچھا فیصلہ

گزشتہ کئی سالوں سے آٹھویں آئینی ترمیم محل نزاع تھی کہ اسے برقرار رہنا چاہئے یا ختم ہونا چاہئے۔ بے نظیر حکومت نے اپنے گزشتہ انتخابی منشور میں اس کے خاتمہ کو سرفہرست رکھا مگر قدرت کا کرشمہ کہ وہ اسے ختم نہ کر سکی اور خود اس کی حکومت اس کا شکار ہو گئی۔

آٹھویں آئینی ترمیم ختم ہو یا باقی رہے ہمیں اس سے غرض بحث نہیں البتہ اس میں موجود اسلامی دفعات خصوصاً "امتناع قادیانیت آرڈیننس اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے سلسلہ میں گستاخ رسول کی سزا کے لئے دفعہ ۲۹۵ باقی رہنا اور اس کا تحفظ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ بے نظیر حکومت کے خاتمہ پر جہاں اور کئی ایک دوسرے معاملات عدالت کے سپرد ہوئے وہاں آٹھویں آئینی ترمیم کے خاتمہ کے متعلق معاملہ بھی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ مگر عدالت عالیہ نے بجا طور پر یہ اچھا فیصلہ کیا ہے کہ اسے باقی رہنا چاہئے کہ اس میں صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں توازن پیدا ہوتا ہے۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ سیاسی طور پر اس کے کیا مفادات ہیں' لیکن اتنا ضرور ہے کہ اس کے تحفظ سے اسلامی دفعات کا تحفظ ہوا ہے۔ اس لئے عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ ایک اچھا فیصلہ ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ آنے والی حکومتیں بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے ایسے طے شدہ امور کو نہیں چھیڑیں گی۔

جان میجر کی خواہش

مرزائی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں۔ اس لئے قادیانیوں نے ہمیشہ اپنے محسنوں کے لئے اور انگریزوں نے اپنے پودوں کی نگرانی و سرپرستی کی ہے۔ بارہا ان صفحات میں لکھا جا چکا ہے کہ قادیانی اس ملک کی سالمیت کو برداشت نہیں کر سکتے اکھنڈ بھارت ان کا پرانا خواب ہے۔ برطانوی وزیر اعظم کی پاکستان آمد اور اس کی یہ پیشکش کہ "کراچی دے دیں تو مسائل حل کر دیں گے" کسی گہری سازش اور منصوبہ کی عکاسی کرتی ہے۔ یقیناً "اس میں بھی قادیانی لابی کا ہاتھ ہے' لیکن اس میں نہایت ہی مایوس کن پہلو ہمارے ارباب اقتدار کا وہ سرد مہری کا رویہ ہے جان میجر ہو یا کسی دوسرے ملک کا وزیر اعظم بلکہ امریکہ بہادر کیوں نہ آخر اسے یہ جرات کیوں ہوئی کہ وہ امن و امان اور قرضوں کے عوض ہم سے ہمارے ملک کی سودا بازی کرے۔ بہرحال ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ درپردہ اس میں بھی یقیناً" قادیانی لابی کا ہاتھ ہے' موجودہ نگران دور میں قادیانی وزیر کا تقرر اور ممتاز بھٹو جیسے قادیانی نواز افراد کا برسراقتدار آنا بھی اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ لیکن قادیانیوں اور ان کے آقاؤں کو سن لینا چاہئے کہ ان کے یہ مذموم مقاصد اور منصوبے انشاء اللہ کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوں گے۔

مسئلہ قادیانی وزیر کا؟

ضیاء الاسلام زبیری

آج کل صوبہ سندھ میں جو موضوع زیر بحث ہے وہ احتساب یا انتخاب کا حصہ نہیں۔ جہاں پورے ملک میں یہ دو موضوعات سرفہرست ہیں وہاں سندھ میں لوگوں کی توجہ کا مرکز وہ احتجاج ہے جو صوبائی کابینہ میں ایک قادیانی وزیر کی شمولیت پر پیدا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں کئی احتجاجی مظاہرے بھی ہو چکے ہیں اور علماء کے وفود صوبہ کی اہم شخصیات سے بھی مل چکے ہیں۔ علماء کا موقف یہ ہے کہ قادیانی وزیر کو برطرف کیا جانا چاہئے جبکہ سندھ کی حکومت کا موقف ہے کہ قادیانی پاکستانی شہری کی حیثیت میں دوسری اقلیتوں کی طرح اس بات کے حقدار ہیں کہ وہ ملک کی تمام سرگرمیوں میں حصہ لیں اور پاکستان کی ترقی میں دوسروں کے شانہ بشانہ ہاتھ بٹائیں۔ اس سلسلے میں جناب سالک نظیر اور دوسرے اقلیتی وزیروں کا نام لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب وہ وزیر ہوسکتے ہیں تو قادیانی مذہب سے تعلق رکھنے والے کیوں نہیں ہوسکتے۔ بظاہر یہ ایک بڑی مستند دلیل ہے اور یہی وجہ ہے کہ ملک کا پڑھا لکھا اور خاص طور پر مغربی تعلیم و افکار اور کلچر سے رشتہ جوڑنے کا خواہش مند طبقہ اس معاملے کو مذہبی جنون کی ایک اور واردات سمجھتا ہے اور حکومتی موقف کو تسلیم کرنے کو تیار ہے لیکن معاملہ اتنا آسان نہیں جتنا بظاہر نظر آتا ہے۔

اس سارے معاملے میں عام آدمی کی سوچ پچھلے تقریباً دس سال کے اس متواتر پروپیگنڈے سے بھی متاثر ہے جس کا مخصوص سوچ رکھنے والوں نے اہتمام کیا ہے۔ اب ملک میں یہ عام تاثر ہے کہ اسلامی ذہن رکھنے والے عام لوگ اور خاص طور پر علماء انتہا پسند اور کچھ معاملات میں تشدد پسند بھی ہیں۔ میرے خیال میں یہ سوچ حقائق پر مبنی نہیں۔ اس ملک میں اقلیتوں کے ساتھ ہمارا سلوک تمام لوگوں بشمول علماء کے حسن سلوک کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ کراچی کی سب سے اہم شاہراہ یعنی شاہراہ فیصل پر ایک انتہائی اہم چوراہا ہے پر "الیڈا پولیس" چوکی قائم ہے جس کے ذریعہ اقلیتی فرقے کے ایک فرض شناس پولیس افسر کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ اسی ملک میں رانا چندر سنگھ صوبہ کے ایک انتہائی طاقتور صوبائی وزیر رہ چکے ہیں اور مرکز میں جناب جے سالک اور فادر روفین جولیس کو کون نہیں جانتا؟ اسی ملک میں اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے انگریزی زبان کے کالم نگار کے کالموں پر سپریم کورٹ جیسا ادارہ متوجہ ہوجاتا ہے اور لوگوں کے خلاف احتساب کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔ غرض کہیں بھی دیکھئے چاہے وہ سیاست ہو یا سرکاری ملازمت اور اظہار خیال کے ذرائع ہر جگہ اقلیتیں تمام حقوق رکھتی اور انہیں استعمال کرتی ہیں۔ اس کے نمائندے فوج میں بھی اہم عہدوں پر فائز ہیں اور رہ چکے ہیں۔ ان تمام حالات میں کیا کبھی کسی بھی عالم دین یا اسلامی ذہن رکھنے والے کسی بھی شخص نے مطالبہ کیا کہ انہیں ہٹایا جائے یا ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کے خلاف کچھ نہیں ہوتا تو پھر قادیانیوں سے یہ سلوک کیوں ہو رہا ہے؟ اس کی کچھ بنیادی وجوہات ہیں۔

سندھ حکومت اور آزاد خیال لوگوں کا موقف ہے کہ قادیانی اقلیت ہیں اس لئے اب انہیں کچھ نہ کہا جائے۔ اب یہ سندھ حکومت کے کہنے سے تو اقلیت نہیں بن گئے جہاں عیسائی، پارسی اور ہندو اپنے آپ کو اقلیت مانتے اور اپنا جداگانہ مذہب رکھنے کا اعتراف کرتی ہیں کیا قادیانی حضرات بھی اس نقش قدم پر چل رہے ہیں؟

آج کل جدید معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ کمپیوٹر اور اس پر انٹرنیٹ ہے۔ یہ ایک نظام ہے جو اصل میں امریکی حکومت نے اس لئے ترتیب دیا تھا کہ ایک ہولناک ایٹمی جنگ میں پوری دنیا کے کمپیوٹر ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہو کر ایسا نظام بن جائیں جس سے پوری دنیا میں مواصلات کا نظام بحال رہ سکے اور امدادی کارروائیوں میں آسانی ہوسکے۔ روس کی حیثیت اور اس کے خطرے کے ختم ہوجانے کے بعد اس کے دوسرے استعمال پر غور کیا گیا اور اس طرح پوری دنیا میں کمپیوٹر میں باہمی روابط کا یہ نظام وجود میں آیا۔ اب کراچی میں بیٹھا ہوا آدمی چند سیکنڈ میں امریکہ کی کسی لائبریری کے کمپیوٹر سے رابطہ کرکے اس میں اسٹور کی ہوئی معلومات حاصل کرسکتا ہے۔ اس نظام سے ہر ایک فائدہ اٹھا رہا ہے اور اس میں اپنے "صفحے" ڈال رہا ہے۔ "صفحے" سمجھ لیجئے کہ ایک فرد یا ادارے کے معلوماتی مرکز کا کام کررہے ہیں۔ اگر مذہب کے بارے میں کچھ معلوم کرنا ہے تو "مذہب" کے صفحات سے رابطہ کریں اور پھر وہاں جس مذہب کی تلاش میں ہیں اس تک رسائی حاصل کرکے اپنے سوالات کے جوابات حاصل کریں روزانہ کروڑوں لوگ اس طرح پوری دنیا میں معلومات حاصل

کررہے ہیں۔ یہ سب میں نے اس لئے بتلایا ہے کہ آپ ان "صفحات" کی اہمیت سے واقف ہوجائیں اور یہ بھی جان جائیں کہ یہ کس قدر پر اثر اور ان کی پہنچ کس قدر عالمگیر ہے۔

میں نے اپنے کمپیوٹر پر احمدی مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے احمدی مذہب کے صفحات تک رسائی حاصل کی۔ افسوس کہ جو کچھ ان صفحات میں لکھا ہے اور جو پوری دنیا میں پڑھے جارہے ہیں' ان کا سندھ حکومت کے موقف سے دور دور تک کا واسطہ نہیں۔ ایک صفحہ پر اعلان ہورہا ہے "احمدیات ایک اصلی اسلام" ذرا غور کیجئے۔ اگر یہ اصلی اسلام ہے تو ہم کیا ہوئے۔ اپنے آپ کو تو یہ کیا اقلیت تسلیم کریں گے یہ تو ہمیں اقلیت سمجھ رہے ہیں۔ ایک اور صفحہ کا موضوع ہے "پاکستان کے احمدی مسلمانوں پر مظالم" کیوں صاحب کہاں تسلیم کیا گیا کہ یہ پاکستان میں اقلیت ہیں۔ یہ تو نہ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں بلکہ پوری دنیا میں ہمیں بدنام کررہے ہیں کہ ہم ان پر بڑے مظالم ڈھارہے ہیں اور انہیں اسلام پر چلنے سے روک رہے ہیں۔ اسی طرح سے تحریک تحفظ ختم نبوت کے بارے میں احمدی مسلمانوں کے صفحات ہیں جن میں بے پناہ بہتان تراشی کی گئی ہے اور ہر قسم کا زہر اگلا گیا ہے۔ یہ افریقہ میں کامیابی سے جاری ہے اور کئی لاکھ افراد مسلمان ہوگئے ہیں یہ نہیں کہا گیا کہ احمدی یا مرزائی ہوگئے ہیں بلکہ یہ مذکور ہے کہ مسلمان ہوگئے ہیں اب یہ جو کئی لاکھ ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر ایک غلط عقیدے پر چل پڑے اس کا گناہ کس کے سر ڈالا جائے یہ کوئی جذبات سوچ یا اشتعال انگیز کارروائی ہے؟ یہ مذہب کا معاملہ ہے جس میں ہمارا نام استعمال کرکے دو نمبر کی چیز بیچی جارہی ہے اصل معاملہ تو یہ ہے۔

میں تمام مغربی ذہن رکھنے والے مسلمانوں مغربی افکار خاص طور پر انسانی حقوق کے حوالے سے قائم تنظیموں سے اپیل کروں گا کہ اس معاملے پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ بنیادی انسانی حقوق ہمارے متاثر ہورہے ہیں یا قادیانیوں کے؟ کیا مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اپنا مذہب اپنے نام اور اپنے عقائد کے ساتھ محفوظ رکھ سکیں اور اس میں کوئی دخل اندازی نہ کرے۔ دیکھئے عام طور پر دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ یا کوئی کسی مذہب سے متاثر ہوکر اسے قبول کرلیتا ہے یا اس کے اصولوں سے اختلاف کرتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے اور کسی اور مذہب پر ایمان لے آتا ہے یا اپنا خود کا مذہب بنالیتا ہے۔ یہ بھی اس صدی کا تحفہ ہے کہ لوگوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ اپنا مذہب بنالیں یہ تو کہیں نہیں ہوتا یا ہوا کہ ایک مذہب جس کی ہزاروں سال کی روایتیں اور عقیدے اور اصول موجود ہیں اس میں نقب لگاؤ' اس کے بنیادی عقائد کو تسلیم نہ کرو اور اصرار کرو کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان کے مصداق مجھے حق دو کہ بنیادی عقائد کو تسلیم نہ کرتے ہوئے بھی نام اسلام کا ہی استعمال کروں۔ شاید مغرب زدہ ذہنوں کو میری ایک مثال سمجھ میں آجائے۔ ذرا جدید کاپی رائٹ کا قانون لے لیں جو امریکہ تیسری دنیا کے حلق میں اتار چکا ہے اسی قانون کا حصہ "تخلیقی اور دانشورانہ کاوشوں کے تحفظ" کا قانون بھی ہے۔ ایک فلم بنتی ہے اور آپ بنانے والے ادارے کی اجازت کے بغیر اس کی کاپی نہیں بناسکتے۔ ایک برانڈ کا نام جیسے ڈالڈا ہے دوسرا استعمال نہیں کرسکتا اور اگر وہ بھی گھی بنارہا ہے تو خریدار کی معلومات کے لئے اسے نیا نام رکھنا ہوگا تاکہ خریدار یہ جان سکے کہ جس گھی پر وہ اتنا اعتبار کرتا ہے وہ یہ نہیں اور وہ اپنی من پسند چیز خرید سکے۔ یعنی ایک عام چیز کے خریدار کو اصلی اور جعلی میں فرق معلوم کرنے کا حق ہے اور اس حق کی قانون کے ذریعہ حفاظت کی گئی ہے مگر جو شخص دنیا اور آخرت کا سودا کررہا ہے اور اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کررہا ہے اسے وہ حق بشری حاصل نہیں جو ایک گھی کا ڈبہ خریدنے والے کو حاصل ہے؟ اسے کہا جارہا ہے کہ یہ سب اسلام ہیں اور اگر کوئی مطالبہ کررہا ہے کہ جعلی کام بند کرو تو اسے انتہا پسند اور تشدد پسند کہا جارہا ہے۔

ہمارا بنیادی اختلاف یہی ہے کہ قادیانی حضرات اپنے آپ کو اقلیت نہیں مانتے۔ یہ اسلام میں داخل نہیں ہونا چاہتے اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو اس کے اصولوں کے تابع کرنے کے بجائے امید رکھتے ہیں۔ اور وہ امید رکھتے ہیں کہ سودے بازی کرلے ظاہر ہے یہ نہیں ہوسکتا اور اسی لئے یہ جنگ جاری ہے۔ جس دن یہ حضرات تسلیم کرلیں گے کہ یہ اقلیت ہیں اور ان کے عقائد مختلف ہیں سارا جھگڑا ختم ہوجائے گا۔ اس وقت تو صورتحال یہ ہے کہ سندھ حکومت انسانی حقوق کی تنظیمیں اور دوسرے "روشن خیال" حضرات انہیں وہ ہتھیار مہیا کررہے ہیں جس کے ذریعہ وہ پوری دنیا میں بھولے بھالے لوگوں کو بھٹکا کر اسلام کے نام پر غلط عقائد کے تابع کررہے ہیں اور جب بھی موقع ملے پاکستان پر وار کرنے سے بھی نہیں چوکتے جس کی درجنوں مثالیں انٹرنیٹ پر بکھری پڑی ہیں۔

مولانا بشیر احمد شجاع آبادی صاحب کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ جناب حضرت مولانا بشیر احمد شجاع آبادی صاحب کے بھتیجے حافظ محمد صادق صاحب کا گزشتہ دنوں انتقال ہوگیا ہے' مرحوم نیک سیرت اور پابند صوم و صلوۃ تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد مدظلہ' نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب' ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری صاحب کے علاوہ تمام مرکزی مبلغین' اراکین رفقاء اور متعلقین نے تعزیت اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت و بلندی درجات کی' اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین) (ادارہ ختم نبوت)

قادیانی وزیر اور سپریم کورٹ آف پاکستان

گزشتہ روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے رہنماؤں کا بیان نظر سے گزرا جس میں سندھ کی نگراں حکومت میں ایک قادیانی کنور ادریس کو بطور وزیر شامل کرنے پر احتجاج کیا گیا ہے اور آج مولانا فضل الرحمان کے ایک بیان سے معلوم ہوا کہ پی ٹی وی کے ایم ڈی بھی قادیانی ہیں جن کا نام بیان میں موجود نہیں ہے تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں نے اپنے احتجاج میں عقیدہ ختم نبوت سے قادیانیوں کے انحراف اور اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کے حساس جذبات کا ذکر کیا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے ایک اور پہلو کا بھی جائزہ لے لیا جائے جس کا تعلق دستور پاکستان سے ہے اور ان دنوں دستور کی بالادستی اور عملداری کے حوالہ سے اعلیٰ سطح پر جو جذبات دیکھنے میں آرہے ہیں ان کے پیش نظر مسئلہ کے اس پہلو کو سامنے لانا ضروری ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا شرعی فیصلہ تو ایک سو سال قبل ہی ہو گیا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے ساتھ ہی سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے ان کے کافر ہونے کا اعلان کیا اور پھر برصغیر پاکستان ہندوستان اور بنگلہ دیش کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور دینی ادارے اس اعلان پر متفق ہو گئے حتیٰ کہ پورے عالم اسلام کے علمی و دینی حلقوں نے اس اعلان کی تصدیق کر دی اور آج پوری دنیا میں ملت اسلامیہ کے مسلم مکاتب فکر اور فقہی مذاہب میں کوئی ایک ادارہ یا شخصیت بھی ایسی نہیں ہے جو قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے اس فیصلہ کی موید نہ ہو البتہ پاکستان میں دستوری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر خاصا وقت لگا اور دینی حلقوں کو آزمائشی جدوجہد سے گزرنا پڑا عقیدہ ختم نبوت سے انکار کرنے والوں کے لئے عام مسلمانوں اور علمائے کرام کے جذبات تو ابتداء سے یہی تھے کہ ایک اسلامی حکومت کو ان سے وہی معاملہ کرنا چاہئے جو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور دیگر منکرین ختم نبوت کے ساتھ کیا تھا لیکن مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال مرحوم نے ان جذبات کو دستوری رخ دے دیا اور یہ تجویز پیش کی کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر دوسری اقلیتوں کی طرح تسلیم کر لیا جائے اس مسئلہ پر پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ علامہ اقبالؒ کی خط و کتابت تاریخ کا

مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

ایک اہم حصہ ہے جس میں مفکر پاکستان نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے اور انہیں مسلمانوں سے الگ حیثیت دینے کی اہمیت کو واضح کیا ہے حالانکہ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے بھی ایک دور میں برطانوی حکومت سے درخواست کی تھی کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح قادیانیوں کو بھی ایک جداگانہ مذہب کے پیروکار کے طور پر تسلیم کیا جائے لیکن برطانوی حکومت نے ابھی اس گروہ سے ایسے کام لینے تھے جن کے لئے اسے مسلمان کے طور پر پیش کرنا ضروری تھا اس لئے یہ درخواست قبولیت حاصل نہ کر سکی البتہ پاکستان بننے کے بعد ملک کی دینی جماعتوں نے مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کی اس تجویز کو اپنا مطالبہ بنا لیا کہ قادیانیوں کو دستوری طور پر مسلمانوں سے الگ اور غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اس مطالبہ کے لئے ۱۹۵۳ء کی خون آشام تحریک چلی جس میں ہزاروں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا پھر ایوب خان مرحوم کے دور میں ایک بار پھر تحریک ابھری مگر کوئی عملی نتیجہ برآمد نہ ہوا پھر ۱۹۷۴ء میں عوامی دباؤ کے نتیجے میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال مرحوم کی یہ تجویز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کا حصہ بن گئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ملت اسلامیہ کا حصہ نہیں ہیں اور وہ پاکستان میں دیگر اقلیتوں کی طرح ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن قادیانیوں نے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا' وہ عالم اسلام کے دینی و علمی حلقوں کے متفقہ فیصلے کو قبول کرنے سے پہلے ہی انکار کر چکے تھے اب پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے اور ملک کے دستور کے ایک حصے کو بھی انہوں نے تسلیم نہیں کیا اس کے بعد اس آئینی فیصلے پر عمل درآمد کے سلسلہ میں ۱۹۸۴ء میں ایک اور عوامی تحریک کے نتیجے میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا صدارتی آرڈیننس نافذ کرکے قادیانیوں کو اسلام کا نام اور مسلمانوں کی مخصوص مذہبی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیا گیا تو قادیانیوں نے اسے قبول نہیں کیا اور ان دونوں فیصلوں کے خلاف قادیانی گروہ عالمی سطح پر مہم جاری رکھے ہوئے ہے اس وقت صورتحال یہ ہے کہ قادیانی گروہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے دستوری فیصلے اور اسلام کا نام اور اصطلاحات استعمال کرنے سے منع کرنے والے آرڈیننس کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر رکھا ہے۔

○ اب فیصلوں کے حوالے سے عالمی اداروں اور لابیوں کے ذریعہ پاکستان کے خلاف کردار کشی کی مہم شروع کر رکھی ہے اور پاکستان کو قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال کرنے کا مجرم ٹھہرایا جا رہا ہے۔

○ اقلیتی کردار کو قبول نہ کرنے کی بنیاد پر جداگانہ الیکشن اور ووٹروں کی فہرست میں بطور غیر مسلم نام

باقی صفحہ ۱۹ پر

یوم پاکستان اور رمضان کے تقاضے

برطانوی سامراج کے زیر تسلط متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" کے نعرے سے گونج رہا تھا۔ مسلمانان ہندوستان تقسیم ہند کے فارمولے کو قبول کر کے مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن کے حصول کے لئے شب و روز برسرپیکار تھے تاکہ عظیم جدوجہد کے بعد حاصل ہونے والے پاکستان میں اسلام کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ جہاں ایمان محفوظ ہو' جان' مال' عزت و آبرو محفوظ ہو' اسلام کے عادلانہ نظام معاشرت معیشت اور سیاست سے آرام و سکون کی زندگی گزارنے کے قابل ہوں' کسی کے حقوق کوئی غصب کرنے والا نہ ہو' جہاں ظالم کو پناہ نہ ملے' مظلوم کی آہ و فغاں نہ ہو' اگر مظلوم کی آہ و فغان سنائی دے تو کوئی سننے والا ہو کوئی بیکس و مجبور ہو تو اس کی بے کسی و مجبوری کا مداوا کرنے والا ہو' جہاں ظلم و ستم ناپید ہو جائیں۔ ایسا کرہ ارض کہ جہاں دین اسلام کا بول بالا ہو' اسلامی طرز زندگی کا رواج ہو' جہاں مسلمان آزادی سے علم جہاد بلند کر کے طاغوتی قوتوں کو سر اٹھانے نہ دیں' اور سب سے بڑی بات یہ کہ جہاں رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی طرف اشارے کنائے سے گستاخی کرنے والا ناپید ہو جائے۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے ایسے ہی جذبات نے حصول پاکستان کے لئے تن من' دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے ذہنوں کو بہ دل و جان تیار کر لیا تھا۔

۲۷ رمضان المبارک کی مقدس رات کو ہندوستان تقسیم کر کے قیام پاکستان کا اعلان کر دیا گیا اور مسلمانان برصغیر کے سینکڑوں نہیں ہزاروں قافلے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے نظریے کے تحت نو وجود وطن "پاکستان" کی طرف رواں دواں ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند میں اگر کوئی مظلوم تھا تو وہ مسلمان تھا' اسلام کا نام لیوا تھا' رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا پروانہ تھا۔ برطانوی سامراج کے ظالمانہ تسلط نے اسلامیان ہند کی ناک میں دم کر رکھا تھا' انسان کٹے' مسلمان کٹے' خون مسلم کی ارزانی ہو گئی' عزت و آبرو پامال ہو گئی' ہزاروں مسلم خواتین سکھوں اور ہندوؤں کے قبضے میں چلی گئیں' مسلمانوں کے نئے نئے قافلے نو وجود پاکستان میں پہنچے۔ ان قافلوں میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اپنے اعزاء' اقرباء کو حصول پاکستان کے لئے اپنی

مولانا محمد اشرف کھوکھر

آنکھوں کے سامنے قربان ہوتے دیکھا' ماؤں نے لا الہ الا اللہ پر اپنے نوبرو سپوتوں کو جگر گوشوں کو شہید ہوتے دیکھا' بہنوں نے اپنے بھائیوں کے خون کی ندیاں بہتی دیکھیں' بھائیوں نے ظالم غیر مسلموں کے ہاتھوں اپنی عفت مآب بہنوں کی چادر عصمت تار تار ہوتی دیکھیں' دلہنوں نے اپنے سہاگ لٹا دیئے' صرف اور صرف ایسی پاک دھرتی کے حصول کے لئے جہاں اسلام کا بول بالا ہو' محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ ہو۔ مسلمان اپنی زندگیاں اسلام کے مطابق بسر کر کے دارین کی فوز و فلاح کو سمیٹ سکیں۔

ایوان پاکستان بنا تو ماسونیت و یہودیت جو مسلمانوں کی ازلی دشمن ہے نے انتہائی چالاکی سے اپنے خودکاشتہ پودے "قادیانیت" کے ناپاک بیج کو پاک سرزمین میں بکھیرا اور یہودی لابی کے مہرو ظفر اللہ قادیانی جیسے شاطر قادیانی کو وزارت خارجہ کا قلمدان دے دیا گیا۔ اسلام کا نام لے کر جس ملک کی بنیاد رکھی گئی اس میں سب سے پہلی اسلام کے ساتھ غداری دشمن اسلام کو نو وجود حکومت میں انتہائی اہم عہدہ سپرد کرنا تھا۔ بڑی مشکلوں سے قرارداد مقاصد پاس ہوئی تو ریکارڈ پر یہ بات آئی کہ "اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دے کر آج ہم دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے"۔ انتہائی تاسف کا مقام ہے کہ رہنمایان قوم نے ایوان سے باہر آتے ہوئے یہ جملے کہے۔ پھر اسلام کا چہرہ مسخ کرنے اور مسلمان قوم کا رشتہ اسلام سے ختم کرنے کے لئے ہر مسلم دشمن طاغوتی قوت نے ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کیا۔ منکرین ختم نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی امت کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سول اور فوج کے اہم اور حساس عہدوں اور اعلیٰ مناصب پر مسلط کیا جانے لگا۔ وہ قادیانی مرزا غلام احمد کی معنوی ذریت جو خاصہ کائنات رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ فتنہ قادیانیت کے بانی کو نعوذ باللہ عین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے بالمقابل قادیانی گروہ کو تسلیم کرتے ہیں' جو تمام امت مسلمہ جو سرور کائنات محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیرو ہے کافر اور کنجریوں کی اولاد کہتے ہیں' کو نو وجود پاکستان کے اہم اور حساس عہدوں کے قلمدان سپرد کئے جاتے ہیں۔ منکرین حدیث سرخیل غلام احمد پرویز کی سرپرستی کر کے علمائے امت کو شکست دینے کے لئے بحث و مباحثہ میں الجھانے کی ناکام کوشش کا ہتھکنڈہ استعمال کیا گیا' سرزمین پاک میں ثقافت کے نام پر بے حیائی اور عریانی کے ادارے قائم کئے گئے' بے پردگی اور

عریانیت کے فروغ کے لئے حقوق نسواں کے تحفظ کی نام نہاد تنظیمیں قائم کی گئیں۔ انگریزی کلچر کے فروغ کے لئے مخلوط تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کرکے غیرت مسلم کا امتحان لیا جانے لگا۔ چشم فلک نے بہت سے دور دیکھے ہوں گے لیکن اس دیدہ دلیری رہنمایان قوم کی عہد شکنی کے اس عمل کو حیرت و استعجاب سے دیکھ رہی تھی غرض مغربی معاشرت و طرز سیاست کو رواج دینے کی حتی الوسع کوشش کی گئی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اسلام کا نفاذ کیا جاتا لیکن ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء کا مہیب سائباں تن دیا گیا۔ قرآنی احکامات کے برعکس عائلی قوانین مسلط کردیئے گئے پھر کچھ عرصہ بعد دوسرا مارشل لاء آیا (مارشل لاء کا مطلب کوئی قانون نہیں) کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک میں کوئی "قانون نہیں" کی بات جبکہ اسلام میں جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تاقیامت دنیا کے ہر خطے میں رہنے والے شخص کے لئے دارین کی فوز و فلاح مضمر ہے وائے افسوس! جن لوگوں کو گمنام وادیوں سے پاکستان کے اقتدار تک لایا گیا وہی لوگ اس مملکت خداداد کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے پر رضامند ہوگئے۔ سقوط ڈھاکہ کا المیہ پیش آیا۔ اس ساری کارروائی میں ایم۔ ایم عالم قادیانی کی کارروائی نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

باقی ماندہ پاکستان کے مقاصد قوم کی آنکھوں سے اوجھل ہوتے گئے، حکمران طبقہ قادیانیوں سے ایک معاملہ کرچکا تھا۔ اقتدار میں آنے کے بعد ان غداران وطن کو کھلی چھٹی دی گئی۔ سول اور فوجی حساس اور اہم عہدوں پر قادیانیوں کے تسلط کو وسیع تر کردیا گیا یہاں تک کہ فضائیہ کی سربراہی نشست پر مشہور اور کٹر قادیانی ایم ظفر کو براجمان کردیا گیا۔

سقوط ڈھاکہ کا المیہ ابھی تازہ تھا، قوم ابھی نڈھال تھی اللہ رب العزت کی رحمت نے تکوینی اسباب پیدا فرمائے ربوہ کے اسٹیشن پر نہتے مسلمان طلبہ پر قادیانی گروہ کے قریباً "سولہ سو کے لگ بھگ لوگوں نے حملہ کیا ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی مسلمانوں کی دینی غیرت و حمیت جوش میں آئی اور مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوا، قادیانی گروہ کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم قرار دیا گیا لیکن اس کے باوجود قادیانیوں کا تسلط برقرار رہا۔ صاحب اقتدار طبقہ کی مصلحت پسندی کی وجہ سے مسلم قوم کے خلاف مملکت خداداد میں طاغوتی طاقتوں کی سازشوں کا سدباب نہ ہوسکا۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک میں اسلام کا نفاذ آخر کیوں نہیں کیا گیا؟ یہ خطہ ارض پاکستان کتنا حسین و جمیل خطہ پاک ہے، جہاں خوبرو و خوبصورت پہاڑ بھی ہیں اور دامن بھی، دریا بھی ہیں اور سمندر بھی، باغات بھی ہیں اور اجناس بھی، پھل بھی ہیں اور پھول بھی، غرض دنیا کی ہر نعمت سے مالا مال ہے یہ خوبصورت و خوبرو دھرتی سوال کرتی ہے کہ اے اہلیان پاکستان خدارا! اٹھو ہونے والے مظالم کو ختم کرو، ظلم و تعدی اور ناانصافی کو ختم کرو، اے مسلمانو! اے حکمرانو! مجھے تم نے اسلام کے نفاذ کے لئے حاصل کیا تھا، مجھ پر اللہ اور اس کے رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے نفاذ کے لئے حاصل کیا تھا، اے پاکستان کے باسیو! نفاذ اسلام سے روگردانی کرکے اللہ کے عذاب کو کیوں دعوت دیتے ہو، ماضی سے سبق سیکھو یہی وقت ہے ورنہ ۔

داستان تک نہ ہوگی تمہاری داستانوں میں

اے پاکستان کے حکمرانو! اس پاک سرزمین پر اسلام کا نفاذ تمام مسائل کا حل ہے، یہی وقت ہے کہ مظلوموں کی آہ و فغاں کا مداوا کرلو، ظلم کی چکی میں پستی ہوئی قوم کو تنزل کی مزید اتھاہ گہرائیوں سے بچالو یہی وقت ہے ورنہ ۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
صدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں قربانیوں کے بعد حاصل کی جانے والی مملکت خداداد پاکستان میں اسلام کا نفاذ کرکے دارین کی فوز و فلاح کو سمیٹ لو، یہی یوم پاکستان اور رمضان المبارک کے تقاضے ہیں.........

مولانا عبدالمنان رائے پوری انتقال کرگئے

گوجرانوالہ عالم اسلام کی ممتاز علمی و روحانی شخصیت اور رائے پوری خانقاہی سلسلہ کے بزرگ حضرت مولانا حافظ عبدالمنان رائے پوری گزشتہ روز ۸۴ برس کی عمر میں فیصل آباد میں انتقال کر گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** مرحوم حافظ قرآن اور ثقہ عالم دین ہونے کے علاوہ شیخ طریقت بھی تھے۔

مولانا عبدالمنان مرحوم شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔۔۔ انہوں نے پسماندگان میں دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ ان کی نماز جنازہ فیصل آباد میں مولانا سعید الرحمان انوری نے پڑھائی، جس کے بعد ان کی میت گوجرانوالہ کے نواح میں واقعہ ان کے گاؤں موضع بدوکی سیکھواں میں لائی گئی جہاں دوسری مرتبہ ان کی نماز جنازہ تبلیغی جماعت رائے ونڈ کے راہنما شیخ الحدیث مولانا جمشید احمد نے پڑھائی، نماز جنازہ میں ملک بھر کے ممتاز علماء و مشائخ کے علاوہ ان کے مریدین اور معتقدین نے بھاری تعداد میں شرکت کی اور انہیں بدوکی کے قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

O

جناب وزیر اعلیٰ سندھ اب تو مان جائیے

پاکستان دنیا میں واحد ملک ہے جو اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا۔ تحریک پاکستان کی بنیاد "پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالہ الااللہ" کے نعرے پر رکھی گئی اور بر صغیر کے مسلمانوں کو تحریک پاکستان کے قائدین نے تحریک پاکستان کے مقاصد بیان کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ چونکہ متحدہ ہندوستان میں ہندوؤں کا غلبہ ہے یہاں مسلمان آزادی اور خود مختاری کے ساتھ اپنے دین اسلام پر عمل پیرا نہیں ہوسکتے اس لئے مسلمانوں کے لئے ایک ایسا ملک ہونا چاہئے جہاں مسلمان اللہ اور رسولﷺ کے حکموں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ چنانچہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں نے اس تحریک پر لبیک کہا اور بے شمار جانی اور مالی قربانیاں دے کر خطہ پاکستان حاصل کیا۔ مگر بد قسمتی سے پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہاں اسلام کے بدترین دشمنوں یعنی قادیانیوں نے اپنے قدم جمالئے اور پاکستان کی اولین وزارت خارجہ کا قلمدان مشہور مرزائی سر ظفر اللہ خان نے ہتھیالیا اور یوں پاکستان بنتے ہی اس ملک کو اسلام دشمن سرگرمیوں کا مرکز بنالیا گیا۔ یہ تو غریق رحمت فرمائے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو جنہوں نے قادیانیوں کو للکارا اور ظفر اللہ کے خلاف تحریک چلائی اور ایک لاکھ کے قریب علماء و مشائخ اور رضاکاران ختم نبوت نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور ۱۰ ہزار نوجوانوں نے جام شہادت نوش فرماکر اس تحریک کو کامیاب بنایا اور یوں سر ظفر اللہ ذلیل و رسوا ہو کر مستعفی ہوا۔ مگر آفرین ہے

پاکستان کے موجودہ نگراں حکمرانوں پر کہ جن کو سندھ کی کابینہ تشکیل دینے کے لئے اور سینئر وزارت کا قلمدان سونپنے کے لئے اگر کوئی آدمی ملا تو وہ قادیانی ملا۔ سندھ کے کروڑوں مسلمانوں میں کنور ادریس جیسے قادیانی کے علاوہ کوئی لائق اور موزوں آدمی دستیاب نہ ہوسکا حالانکہ اس شخص کو اس سے قبل قادیانی ہونے کی بناء پر چیف سیکریٹری کے عہدہ سے برطرف کیا گیا معلوم نہیں وزیر اعلیٰ سندھ جناب ممتاز بھٹو کو مرزائیوں میں کون سی خوبی نظر آئی ہے۔

محمد عبدالستار واحدی

اندازہ لگائیں جو لوگ اس قدر بے بصیرت اور ناعاقبت اندیش ہوں کہ لباس نبوت ایک ایسے شخص کے بدن پر سجانے کی کوشش میں مصروف ہوں جسے مٹی اور گڑ کے ڈھیلے میں تمیز نہیں، جسے جوتا پہننے کا سلیقہ نہیں، دایاں جوتا بائیں پاؤں میں اور بایاں جوتا دائیں پاؤں میں پہنتا ہو۔ اور جو مٹی کے ڈھیلے کی بجائے گڑ کے ڈھیلے سے استنجا کرتا ہو اور گڑ کی بجائے مٹی کا ڈھیلا کھاجاتا ہو۔ ایسے شخص کو جو لوگ نبی مانتے ہوں اور جن کا مقصد اور پیشوا ایسا مخبوط الحواس شخص ہو جس کی عقل ہی اللہ تعالیٰ نے سلب کرلی ہو، نہ اس میں کسی قسم کے علمی کمالات ہوں اور نہ ہی اخلاقی مضبوطی ہو۔ مرزا قادیانی کے نہ تو قد و قامت متناسب تھے اور نہ ہی نقوش متوازن تھے۔ اس کے اخلاق کا جنازہ نکلا ہوا تھا سچ کبھی بولتا نہیں، بات کا پکا نہ تھا، معاملات اس کے درست نہ تھے، انتہا درجے کا بزدل اور احمق آدمی تھا۔ جو تحریر و تقریر ایسی تھی کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے تو اس کے ماننے والوں کی عقل اور بصیرت کا کیا حال ہوگا؟ پودے ہمیشہ بیج سے پہچانے جاتے ہیں۔ تخم تو ہو کانٹے دار جھاڑی کا اور اس سے پھل دار یا پھول دار پودا اگ آئے یہ کیسے ممکن ہے؟ ماننے والا ہو مرزا قادیانی کا اور اس میں صلاحیتیں ہوں ملک و قوم کی خدمت کی یا جس کے ذریعے سے وہ ملک و قوم کو اوج کمال تک پہنچا سکے یہ کیسے ممکن ہے؟ جبکہ علامہ اقبال بھی مرزائیوں کو ملک و قوم کا غدار قرار دے چکے ہوں۔ اگر بالفرض مرزا قادیانی ہر لحاظ سے اعلیٰ درجہ کا باکمال ہوتا اس میں کسی قسم کی خامی یا کمزوری نہ ہوتی وہ مجسمہ حسن و جمال ہوتا، بہادری میں مرد میدان ہوتا، اخلاق کے اعتبار سے آفتاب و ماہتاب ہوتا، علمی میدان کا شہسوار ہوتا اور اس کے ماننے والے سب کے سب ان ہی صفات کے مالک ہوتے اور محمد عربی روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلام کی ختم نبوت کے مقابلے میں یہ اپنی نبوت کا ڈھونگ رچاتے تو کیا ہم امت مسلمہ کے افراد ان کے دعوائے نبوت کو تسلیم کرلیتے؟

.... ہرگز نہیں۔

محترم وزیر اعلیٰ سندھ صاحب!

آپ سمجھتے ہوں گے کہ شاید علماء کو آپ کے ساتھ کوئی ضد ہے یا کوئی سیاسی مقاصد ہیں ختم نبوت کے اکابرین نے آپ کی وزارت اعلیٰ یا دیگر وزارتیں حاصل کرنی ہیں کہ آپ کنور ادریس کو ہٹائے جانے کے مطالبے کو کسی اپوزیشن کا کوئی سیاسی حربہ سمجھ رہے ہیں کہ ہڑتالوں کے باوجود، احتجاجی ریلیوں کے باوجود، جلسوں اور جلوسوں کے باوجود حتیٰ کہ اکابر علماء کرام نے آپ سے ملاقات کرکے یادداشت بھی پیش فرمائی پھر بھی آپ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

محترم وزیر اعلیٰ صاحب! یہ خالص دینی اور مذہبی مسئلہ ہے اور دین کا بہت ہی اہم اور بنیادی مسئلہ ہے دین اسلام کی بنیاد اور اساس مسئلہ ختم نبوت پر ہے۔ یہ مرزائی اسلام کی عمارت کو ڈھانے

والے اور اس کی بنیادوں کو کمزور کرنے والے ہیں۔ یہ کفر کا نام اسلام رکھنے والے ہیں یہ شراب پر آب زمزم کا لیبل لگانے والے ہیں' یہ خنزیر کے گوشت کو بکرے کا گوشت کہہ کر بیچنے والے ہیں۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب اور غصہ کے مستحق ہیں۔ یہ اسلام کے باغی ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کے باغی ہیں اگر آپ نے ان کو اپنے سے جدا نہ کیا تو یہ ناسور آپ کو زہریلا کردے گا جو اخروی ہلاکت کا سبب ہوگا اور آپ کا یہ استدلال کہ آئین میں اقلیتی افراد کے وزیر بننے پر کوئی پابندی نہیں محل نظر ہے اول تو وہ اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کرتے اگر قادیانی اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کرلیتے ہیں تو پھر مسلمانوں کا اعتراض ختم ہوسکتا ہے اس لئے کہ دیگر تمام اقلیتیں اپنے آپ کو غیر مسلم تصور کرتی ہیں' غیر مسلم کی حیثیت سے رہتی ہیں اور غیر مسلموں کی حیثیت سے ان کا انتخابی فہرستوں میں اندراج ہے اور وہ دیگر قوموں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر ان کو گمراہ نہیں کرتیں وہ پاکستان کے آئین کی پابندی کا حلف اٹھاتی ہیں وہ اقلیتی نشستوں کے انتخابات میں حصہ لیتی ہیں اور اقلیتی نشستوں میں سے وزیر اور دیگر مناصب پر فائز ہوتی ہیں ان کا اپنا ایک تشخص اور معاشرہ ہے وہ آئین کا احترام کرتی ہیں اور ان میں دیئے ہوئے حقوق کے مطابق اپنے حقوق طلب کرتی ہیں لیکن قادیانی نہ صرف اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں بلکہ ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے نیز وہ صرف مسلمانوں کو کافر ہی نہیں کہتے بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کو بھی منسوخ تصور کرتے ہیں اور اس کی جگہ مرزائی قادیانی کا کلمہ جاری کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ کی حیثیت سے نعوذ باللہ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی (یعنی قرآن کریم) کے بجائے مرزا کی وحی کو واجب الاتباع اور مدار نجات قرار دیتے ہیں اور پھر ڈھٹائی کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور غیر احمدی کافر ہیں۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر یہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

صرف یہی نہیں بلکہ قادیانی یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مرتبہ دنیا میں آنا مقدر تھا پہلی دفعہ آپ مکہ مکرمہ میں آئے اور آپ کی یہ بعثت تیرہ سو سال تک رہی چودھویں صدی کے شروع میں آپ مرزا قادیانی کے روپ میں قادیاں میں دوبارہ مبعوث ہوئے۔ اس لئے ان کے نزدیک غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے اور کلمہ طیبہ میں رسول اللہ سے مرزا مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ

باقی صفحہ ۱۹ پر

تعارف

مدرسہ حنفیہ اہل سنت والجماعت
مدنی جامع مسجد کلیانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

○ بیادگار : شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ○ زیر سرپرستی : حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب۔ ○ زیر نگرانی : مولانا محمد یوسف الحسینی صاحب ○ تعلیمی شعبہ جات : ۔حفظ القرآن' ناظرہ' ترجمہ' ابتدائیہ درس نظامی' پرائمری تک سرکاری تعلیم۔ ○ اخراجات : مسافر طلبہ کے جملہ اخراجات' رہائش' پوشاک' خوراک' علاج معالجہ کتب بذمہ مدرسہ۔ ○ داخلہ : دس شوال سے نیا داخلہ شروع ہوگا طلبا علوم دینیہ میں داخلہ لیکر دینی پیاس بجھائیں۔ ○ تعاون : آپ حضرات صدقات' عطیات' خیرات' زکوۃ' فطرانہ' چرمہائے قربانی سے مدرسہ کی امداد کرسکتے ہیں۔ ○ لائبریری : موجودہ معاشرہ کے ناگفتہ حالات میں بالخصوص نوجوان طبقہ کی اصلاح کے پیش نظر دینی لائبریری کا قیام اشد ضروری ہے' آپ سے تعاون کی اپیل ہے۔ ○ مکتبہ اہل سنت مدرسہ کے مکتبہ اہل سنت سے ختم نبوت' خدام الدین' حق چاریارؓ کا رسالہ طلب فرمائیں

(مولانا) محمد یوسف الحسینی مہتمم مدرسہ حنفیہ اہل سنت والجماعت مدنی جامع مسجد کلیانہ تحصیل کھاریاں (گجرات)

اسلام کا بنیادی رکن روزہ

مفتی محمد خبیر ندوی' انڈیا

روزہ کا سب سے بڑا مقصد معنوی تقویٰ' دل کی پرہیزگاری اور صفائی ہے' اس عظیم الشان مقصد کا ذکر خود اللہ رب العزت نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں اس انداز سے فرمایا ہے:

یایھا الذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون○

ترجمہ : اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر یہ روزہ فرض کیا گیا تھا۔ (پارہ ۲' آیت ۱۸۳)

رمضان المبارک کی غرض انسان کو تمام آلائشوں اور دنیاوی ناپاکیوں سے پاک وصاف کرنے کے ساتھ ساتھ انسان کو مہذب بھی کرتا ہے چنانچہ اسی حقیقت کو علامہ سید سلیمان ندویؒ اپنی مشہور زمانہ سیرت النبی جلد ۵' میں ذکر کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

"تقویٰ دل کی کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک محسوس ہونے لگتی ہے' کیونکہ انسان کے دل میں گناہوں کے اکثر جذبات بہیمی (حیوانی) قوت کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں اور روزہ اسی بہیمی قوت کو کمزور کرتا ہے۔"

اگر ہم رمضان المبارک میں عالم انسانیت کو مدنظر رکھیں اور انسانی دنیا کے تمام افراد کے لئے مکمل طریقہ سے مساوات برتنے کا اقدام کرنا چاہیں تو ہمیں اس منزل تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلے روزہ کو اختیار کرنا ہوگا کیونکہ روزہ ہی امیروں اور پیٹ بھروں کو اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ فاقہ میں کیسی کیسی اذیت اور بھوک وپیاس کی تکلیف ہوتی ہے' بھوک کی شدت اور پیاس کی تکلیف سے اس امیر کو اس وقت اپنے غریب اور فاقہ سے نڈھال بھائیوں کی مصیبت کا احساس ہوتا ہے نیز اس تکلیف کے احساس کے بعد ہی اس پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جب بھوک کی شدت اپنے عروج پر ہو تو ایسے وقت میں چند لقموں سے اس کی بھوک دور کرنا' اس کی تکلیف ختم کرنا کتنا بڑا ثواب ہے۔

اسی حقیقت کو حافظ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں اس انداز سے ذکر کیا ہے:

"سوز جگر سمجھنے کے لئے پہلے سوختہ جگر ہونا بہت ضروری ہے" اور رمضان شریف اسی .... حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ انسان گو کتنا ہی ناز و نعم میں پلا ہو ...... تاہم زمانہ کے انقلابات اور روزمرہ زندگی کی کشمکش مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے جسم کو مشکلات کا عادی اور سختیوں کا خوگر بنائے' جہاد ہی کو دیکھ لیجئے کہ اس میں ہر موقع پر بھوک اور پیاس کے تحمل ...... اور صبر وضبط سے آشنا رہنے کی ضرورت ہے' گویا ہمیں رمضان شریف کو ایک ورزش تصور کرنا چاہئے جو ہر مسلمان کو سال میں ایک مرتبہ کرائی جاتی ہے اسی لئے قرآن نے اس کو صبر سے بھی ادا کیا ہے تاکہ اس سے روزہ کی مزید حقیقت بھی ظاہر ہو جائے۔

نیز جس طرح ہروقت بھوک' پیاس اور فاقے انسان کے جسم کو کمزور اور لاغر بنا دیتے ہیں اس طرح حد سے زیادہ کھانے کا استعمال اور اشتہاء سے زائد کھانا کھا لینا بھی جسم انسانی کو مختلف امراض اور بیماریوں کا نشانہ بنا دیتا ہے اس لئے اطباء کی تحقیق کے مطابق بعض اوقات بھوکا رہنا بھی صحت انسان کی بقا اور جسم انسانی کو مزید تقویت پہنچانے کے لئے مفید ہے چنانچہ طب کے تجربے اور مشاہدے سے یہ ثابت ہے کہ بعض حالتوں میں بھوکا رہنا صحت انسانی کے لئے بہت مفید ہے اس سے معلوم ہوا کہ سال میں ایک دفعہ ایک ماہ کے روزے جسمانی فضلات کی تخفیف کے لئے نہایت نفع بخش ہیں۔ پھر اگر یہی انسان ذرا تامل اور غور و فکر سے کام لے تو اسے معلوم ہوگا کہ وقت کا ایک معتدبہ حصہ محض کھانے پینے میں صرف ہو جاتا ہے اگر انسان اپنے دونوں وقت کھانے کے استعمال میں سے صرف ایک وقت استعمال کرے اور ایک وقت کا کھانا کم کر دیا جائے جس میں کہ مخلوق کی خدمت اور عبادت خداوندی میں بھی مصروف ہو سکتا ہے جو خود ایک خوشنودی اور رضائے الٰہی کی علامت ہے' اور روزے میں اسی کی مشق کرائی جاتی ہے تاکہ انسان وقت کے ایک خاص حصہ کو اپنی مخصوص عبادت میں لگا سکے۔

رمضان کا روزہ جس طرح روحانی علاج ہے اسی طرح بہت سی جسمانی بیماریوں کا علاج بھی ہے چنانچہ اطباء کا اس پر مکمل اتفاق ہے کہ انسان کی دماغی یکسوئی اور صفائی کے لئے روزہ بہترین علاج ہے یعنی معدہ انسانی ہضم اور فتور سے خالی اور دل و دماغ تبخیرِ معدہ کی مصیبت سے پاک ہونا چاہئے اور یہ چیزیں صرف روزہ سے ہی میسر آ سکتی ہیں۔ کیونکہ روزہ میں بھوک ہمارے گرم و مشتعل قویٰ کو تھوڑی دیر کے لئے سرد کر دیتی ہے جس سے کہ دل و دماغ شکم سیر معدہ کے فاسد بخارات کی پریشانی سے محفوظ ہو جاتے ہیں' اور پھر اس کے ذریعہ اندرونی جذبات میں ایک طرح کا سکون ہو جاتا ہے اور ان سب کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم روزہ کی

غرض و غایت تقویٰ قرار دی گئی ہے' جس سے کہ قوی کے اعتدال کی کیفیت' دل و دماغ کی جمعیت خاطر اور جذبات پر قابو سب کے سب بطور تحفہ کے میسر آجاتے ہیں' اس لئے اگر روزہ میں تقویٰ کا حصول نہ ہوا تو گویا روزہ رکھا ہی نہیں گیا اور اس کی تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی ہے کہ "جس نے روزہ رکھ کر جھوٹ اور فریب کے کام کو نہ چھوڑا تو خدا کے نزدیک اس کا کھانا' پینا چھوڑ دینے سے کچھ حاصل نہ ہوگا"۔ ایک اور حدیث میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے " بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کو ان کے روزے کے سوا بھوکا اور پیاسا رہنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔ بہرحال رمضان میں اس کی ضرورت ہے کہ فکر و اہتمام سے ایسے روزے رکھے جائیں جن سے ہماری روحوں کو پاکیزگی حاصل ہو اور ہم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوسکے' اور ہم خدا کے نزدیک متقی شمار کئے جاسکیں۔

روزہ کی برکتیں اور اسکے حصول کی تدبیریں:

اس موقع پر خصوصیت سے ہمیں چند چیزوں کا اہتمام اور اس کے ساتھ کچھ چیزوں سے پرہیز لازمی طور پر کرنا چاہئے۔ پرہیز کرنے والی چیزوں میں یہ ہے کہ ہر قسم کے معاصی خصوصاً" منہ اور زبان سے تعلق رکھنے والے گناہوں سے مکمل پرہیز کیا جائے' نیز ماہ رمضان میں دیگر مکروہات سے بھی بطور خاص بچا جائے حدیث شریف میں ہے کہ رمضان میں تیز کرہات بھی نہ کی جائے بلکہ اس کے برعکس نہایت نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کی جائے' دوسرے یہ کہ گالی گلوچ کے مواقع سے پرہیز کیا جائے' جہاں کہیں بھی آپس میں لوگ گالی گلوچ میں مبتلا ہوں وہاں سے دوسری جگہ چلا جائے' اس کی تو باقاعدہ قرآن کریم میں بھی تصریح آئی (پارہ ۶' آیت ۶۸) نیز لغو لعب' شیطانی کاموں بیکار اور بے فائدہ باتوں سے بھی اجتناب کیا جائے' بلکہ جہاں تک ہوسکے آدمی سولے کیونکہ بدکلامی اور لغو لعب کی مجلسوں میں شرکت کے مقابلے میں سولینا بہتر ہے۔ اسی کے ساتھ رمضان شریف میں جن چیزوں کا خصوصیت سے اہتمام کرنا چاہئے ان میں سرفہرست تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ثواب کی امید کرتے ہوئے خالصتاً" روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے رکھے اور اس کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ قرآن شریف کو پڑھا اور سنا' سنایا جائے یعنی کہ قرآن شریف ہی میں مشغول رہے قرآن شریف میں مشغولیت ایسی بابرکت چیز ہے کہ خود حضور نبی کریم صلی علیہ وسلم باقاعدہ قرآن پاک کا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دور کرتے تھے احادیث میں آتا ہے کہ آپ' بکثرت تلاوت کرتے تھے (بخاری) لہٰذا روزہ میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کا اہتمام خصوصیت سے کرنا چاہئے' دوسری چیز جس کا بکثرت اہتمام کیا جائے یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے امر و نواہی کا بکثرت استحضار رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہیں اور میں نے صرف انہی کے حکم سے اور اسی کی خوشنودی ہی کے لئے کھانا پینا ترک کیا ہے اور وہ میرے اس بھوکے ہونے کی حالت کو دیکھ رہے ہیں' اور یہ احساس کرے کہ آج یہ دنیا کی بھوک و پیاس انشاء اللہ کل آخرت کی سخت ترین بھوک و پیاس سے بچانے والی ہے' نیز افطار و سحر میں کم کھانا بھی روزہ کو نورانی بنانے والی چیزوں میں سے ہے' بہت زیادہ کھالینے سے ڈکاروں کے آنے کے ساتھ ساتھ روزہ میں بھی ظلمت و کدورت پیدا ہوجاتی ہے اور روزہ کی تاثیر جاتی رہتی ہے۔ تیسری چیز رمضان شریف میں قرآن شریف کی تفسیر بیان کرنے اور اس کے سننے سنانے کا اہتمام کیا جائے تاکہ جو لوگ قرآن نہیں سمجھ سکتے وہ بھی قرآن کے پیغام سے واقف ہوسکیں۔ نیز اس ماہ مبارک میں نوافل' عبادات میں کثرت اور کم از کم پانچ وقت باجماعت نماز کا اہتمام کرنا چاہئے نوافل خصوصاً" تہجد' اشراق' چاشت اور اوابین کا بھی اہتمام کرتے رہنا چاہئے' تہجد اور اوابین کی احادیث میں بکثرت فضیلت آئی ہے لہٰذا رمضان المبارک میں اس طرف خصوصی توجہ دینا چاہئے۔ اور یہ سب چیزیں اول تو خود بابرکت ہیں پھر روزہ کے ساتھ ساتھ روح کو پاک اور نورانی بناتی ہیں اور یہ چیز مشاہدہ میں بھی ہے کہ ایک ماہ کے روزہ کی برکت پورے سال محسوس ہوتی ہے پھر احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص روزے کے انوار و برکات سے محروم ہوگیا تو گویا وہ پورے گیارہ مہینے خسارے میں رہتا ہے لہٰذا ہمیں اس جانب بھی توجہ دیتے ہوئے اس کی قدر کرنی چاہئے۔

روزہ اور اسکی افادیت:

یہاں پر ہمیں اس بات کا بھی علم ہونا چاہئے کہ روزہ رکھنے سے کیا فائدے حاصل ہوں گے اور پھر روزہ کو عقل کی کسوٹی پر بھی پرکھنا چاہئے کیونکہ قرآن نے کوئی روحانی فریضہ ایسا فرض یقین کیا ہے جس میں عقل سے اپیل نہ کی گئی ہو نیز اس سے مزید تقویت بھی حاصل ہوتی ہے اور اس یقین میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے کہ اس میں سراسر ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اب اس افادیت میں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ روزہ رکھنے سے دین و دنیا کی کیا بھلائی میسر ہوگی اور دونوں جگہ کیا فائدہ حاصل ہوگا چونکہ انسان جسم اور روح دونوں سے مرکب ہے اس لئے اگر ان میں سے کسی ایک کی طلب میں انسان مشغول ہوجائے اور دوسرے غفلت کرنے لگے تو توازن باقی نہیں رہتا اور بہترین مفاد اس امر میں ہے کہ جسم اور روح دونوں کو متوازن ترقی دینی چاہئے' ورنہ اگر ہم صرف روح کے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی لئے کام کریں تو ہم فرشتہ بن جائیں گے بلکہ فرشتوں سے بھی آگے بڑھ جائیں اور یہ ہماری پیدائش کا ہرگز ہرگز مقصد نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ہم پوری قوت دنیاوی فائدہ سے مادی بھلائی خود غرضانہ اور ذاتی مفاد میں صرف کردیں تو ہم درندے اور شیطان سے بھی بڑھ جائیں گے جو فطرت انسانی کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے جسم و روح دونوں میں توازن ضروری

ہے اس مختصر تمہید کے بعد ہم مادی اور دنیاوی فائدہ کا ذکر کرتے ہیں۔

مادی پہلو :

○ دماغی اور جسمانی قوت کو ہر وقت تازہ دم رہنا صحت کے لئے بہت ضروری ہے جس کے لئے آرام کی ضرورت ہوتی ہے تو اس موقع پر کیا یہ خیال کرنا معقول نہ ہو گا کہ معدہ اور ہضم کرنے والے اعضاء کو بھی آرام کرنے کی ضرورت ہے اگر پورے دن داڑھ چلتی رہے تو معدہ بھی چلتا رہے گا اور ہاضمے کے اعضاء بھی کمزور ہو جائیں گے لہٰذا معدہ کو آرام کرنے کی ضرورت ہے' پھر یہ ایک امر واقعہ ہے کہ موجودہ دور کے تمام ڈاکٹر بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں' خود فرانس سوئٹزر لینڈ اور جرمنی وغیرہ کے ڈاکٹرز کی ایک بڑی تعداد مختلف بیماریوں کا نسخہ بیمار کی بیماری یا جسمانی وقت کے لحاظ سے طویل یا مختصر مدت کے لئے بھوک اور پیاس تجویز کرتی ہے۔ نیز ڈاکٹروں نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ انسان کے غدود میں بھوک اور پیاس سے ایک خاص قسم کا لعاب مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ مادہ بہت سے جراثیم کو مار ڈالتا ہے جو مختلف بیماریاں پھیلاتے ہیں اعداد و شمار بھی یہ بتلاتے ہیں کہ معدہ وغیرہ متعدد قسم کی بیماریاں ان لوگوں میں کم ہوتی ہیں جو ہر سال روزے رکھتے ہیں' اس کے ساتھ سب سے بڑا مادی فائدہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے عمر میں اضافہ اور یہ روزہ کی عادت درازی عمر کی علامت ہے اور اب اس حقیقت سے لوگ بھی متعارف ہونے لگے ہیں۔

○ مادی فائدہ یہ ہے کہ آب و ہوا اور مقام کی تبدیلی کی بھی وقتاً" فوقتاً" ضرورت پڑتی ہے چنانچہ بیمار شخص سے صحت یاب شخص کو اپنے اصل مقام سے دوسری جگہ جانے کا مشورہ دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے معمول کو وقتاً" فوقتاً" بدلتے رہنا ضروری سمجھا جانے لگا ہے اور یہ چیز روزہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

○ تیسرا دنیاوی فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے فوجی فوائد حاصل ہوتے ہیں بعض وقت سپاہی کو غذا اور پانی نہیں ملتا پھر بھی اس کو دن بھر اور دیر گئے رات تک لڑنا پڑتا ہے' اس لئے جس سپاہی کو رمضان کے پورے روزے رکھنے کی عادت ہو اور اس کے ساتھ ہی ساتھ رات میں تراویح بھی پڑھنے کی عادت ہو تو ایسا سپاہی اس طرح کے مواقع میں زیادہ موزوں ہو سکتا ہے ایسے ہی ہڑتال وغیرہ میں بھی روزہ کا عادی وقت کو گزار سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر طبی فوائد شروع میں بھی مضمون کی تمہید میں ذکر کئے جا چکے ہیں۔

روحانی اور دینی پہلو :

○ اسلام یہ بتلاتا ہے کہ آخرت میں ہر شخص کا حساب اس دنیاوی زندگی میں کئے ہوئے کاموں کے لحاظ سے لیا جائے گا' اور وہ لوگ کامیاب اور خوش نصیب ہوں گے جو مرنے کے بعد آخرت میں اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کریں گے' اسی لئے جو شخص اللہ کے حکم سے صرف اللہ کے لئے اپنے کھانے اور پینے کو چھوڑ دے گا اور ہر حال میں اس کی اطاعت کرے گا تو ایسا شخص اللہ کی خوشنودی حاصل کرے گا' کیونکہ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے پھر ایک حدیث قدسی میں فرمان باری تعالیٰ ہے کہ "روزہ میرے لئے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا" لہٰذا روزہ رکھنے سے روحانی فائدہ تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے اور خود ہی اس کا اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

○ جب کوئی شخص روزہ رکھتا ہے تو اس کا ضمیر برے کام کے وقت اس کو ملامت کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ برائی دور کرنے کے لئے زیادہ قابل ہو جاتا ہے' نیز روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے' نیک کاموں کی طرف طبیعت زیادہ مائل ہو جاتی ہے اور عبادات کی مٹھاس کا مزا آنے لگتا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت جس کا ذکر قرآن (پارہ ۶۔ آیت ۱۱۴) میں آیا ہے کہ اللہ سب کو کھلاتا ہے خود نہیں کھاتا یعنی نہ کھانا ایک صفت ہے (قرآن) جب کوئی شخص روزہ رکھتا ہے تو اس میں نہ کھانے کی اس خدائی صفت کا عکس نظر آتا ہے نیز رمضان میں خیرات' غریبوں کو کھانا کھلانا مصیبت زدگان کی مدد کرنا وغیرہ ایسے کام ہیں جو روزہ میں عام طور پر کئے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" میں روزہ کے روحانی پہلو کے متعلق بہت دقیقہ رس باتیں بیان کی ہیں جس سے روزہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں:

" چونکہ حیوانیت کی زیادتی ملکوتی صفات کے بھرنے میں مانع ہوتی ہے اس لئے یہ ضروری تھا کہ لوگ حیوانیت پر غالب ہونے کی کوشش کریں اور حیوانیت کی زیادتی اور اس کے مواد کی کثرت کی جڑ کھانے پینے اور جنسی لذتوں میں ہے اس لئے روزہ حیوانیت کی زیادتی کو روکنے میں شاندار حصہ لیتا ہے جو کام خوب کھانے سے نہیں ہوتا وہ روزے سے ہوتا ہے پس حیوانیت پر غالب آنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن اسباب سے حیوانیت میں اضافہ ہوتا ہے ان اسباب پر قابو حاصل کیا جائے' جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ انسان میں فرشتوں جیسی صفات پیدا ہوں وہ تمام کے تمام اس بات پر متفق ہیں کہ کھانے پینے وغیرہ میں کمی کی جائے اور اس تدبیر میں کسی کو بھی اختلاف نہیں اس لئے روزوں کا اصلی مقصد یہ ہے کہ انسان میں جو حیوانیت ہے وہ انسان کی ملکوتی صفت کی تابع ہو جائے تاکہ حیوانیت اسی ملکوتی صفت کے مشورے اور حکم کے موجب عمل کرنے لگے اور اس کے رنگ میں رنگ جائے ...... اور اسی کوشش کا نام ہے روزہ"۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

روزہ دوسرے مذاہب میں:

روزہ کی فرضیت بتلاتے ہوئے قرآن نے ایک بات یہ بتائی کہ اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا شاید کہ تم متقی بن جاؤ (پارہ ۲' آیت ۸۳) اسلام کے اس دعویٰ کے مطابق ہمیں دوسرے مذاہب میں اس

کی کیا اہمیت ہے یہ بھی جاننا چاہئے۔

۱۔ مذہب ابراہیمی : ابراہیمؑ عراق کے مذہب صابی کے لئے بحیثیت پیغمبر بھیجے گئے تھے حران کے صابی لوگ تیس دن سالانہ روزہ رکھتے تھے اور صبح صادق سے غروب آفتاب تک کچھ کھاتے پیتے نہ تھے اور یہ چاند کے اعزاز کے لئے ہوتا تھا جس کی وہ پوجا کرتے تھے۔

قرآن نے اس چاند کی تعظیم کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ چاند و سورج کسی کی بھی پرستش نہ کریں پرستش تو صرف اس خدائے واحد کی کریں جس نے چاند و سورج دونوں کو پیدا کیا اور کامل ایک ماہ کا روزہ فرض کیا یہی مذہب حنیف یعنی پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کے اصلی مذہب کو زندہ کرتا ہے۔

روزہ اور یہودی مذہب:

یہودی مذہب میں بھی روزہ پایا جاتا ہے چنانچہ یہودی مذہب میں جو متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں وہ ہر جمعرات اور پیر کو روزہ رکھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر جمعرات کے دن گئے تھے اور پورے چالیس دن بعد پیر کو واپس آئے۔

اس کے علاوہ یہودی ۲۴ گھنٹوں کا روزہ ماہ تشری (Tashri) کو فرعون سے نجات پانے کی یادگار میں بطور کفارہ رکھتے ہیں۔ محرم کا روزہ جسے یوم عاشورہ بھی کہتے ہیں مکہ معظمہ میں زمانہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور نفل اسے برقرار رکھا اس طرح یہودیوں کا صحیح مذہب بھی اسلام میں ضمناً برقرار ہے جو تمام مذاہب کا مجموعہ ہے۔

روزہ اور عیسائی مذہب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے بھی روزہ رکھتے تھے اور ابتدائی زمانہ کے عیسائی چھ ہفتہ روزہ رکھتے تھے لیکن اتوار کا دن اس سے مستثنیٰ تھا آغاز چہار شنبہ سے کرتے اور اختتام اتوار پر' یعنی (Lent) کا روزہ اس لحاظ سے وہ ۳۴ دن کا روزہ رکھتے تھے اور یہ روزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحراء میں پناہ گزینی کے زمانے کی یادگار میں تھا۔ اور عیسائی اس کو یہ سمجھ کر رکھتے تھے کہ یہ ۳۴ دن پورے سال کا دسواں حصہ ہیں:

روزہ اور ہندو بدھ مذہب میں:

ہندو' بدھ' اور دوسرے مذاہب میں بھی روزے رکھنے کا حکم ہے جسے عام طور پر برت (Barat) کے نام سے یاد کرتے ہیں (تمدن ہند)

اسلام اور روزہ:

اسلام کی نظر میں قرآن نے روزہ کے متعلق یہ فرمایا ہے "اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی بن سکو اور یہ گنتی کے چند دن ہیں' رمضان ہی کے مہینے میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے"۔ (پارہ ۲' آیت ۱۸۳) مذہب اسلام میں روزہ میں اعتدال رکھا گیا ہے کہ نہ تو مسلسل ۲۴ گھنٹہ کا روزہ اور نہ دیگر مذاہب کی طرح اتنا کم وقت کہ برائے نام بلکہ مناسب وقت کے لئے روزہ رکھنے کو کہا گیا ہے صرف صبح صادق سے غروب آفتاب تک یعنی دس گیارہ گھنٹہ فقط۔

قرآن نے ایک جملہ **لعلکم تتقون** یعنی روزہ رکھو تاکہ تم متقی بن جاؤ سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ روزہ رکھنے سے تم متقی بھی بن سکتے ہو' لہٰذا روزہ رکھنا چاہئے۔ پھر آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ روزہ کوئی نئی چیز نہیں ہے جو تم پر فرض کی جارہی ہے بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی روزہ فرض تھا (جس کی تفصیل ابھی گزر چکی ہے) لہٰذا تم اس کو پورے اہتمام اور پورے آداب کے ساتھ پورا کرتے ہوئے اس فرض کی تکمیل کرو' اس میں تمہاری بھلائی ہے۔

شب قدر:

رمضان المبارک میں جہاں اور فضیلتیں ہیں وہیں ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ رمضان شریف کے آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے اب شب قدر کیا ہے تو اللہ رب العزت اس کی بابت پوری سورۃ نازل کرکے اس کی تفصیل سے آگاہ کردیا کہ "شب قدر ہی میں ہم نے قرآن پاک کو اتارا' اور یہ بہت عظیم اور بابرکت رات ہے یعنی شب قدر کا مرتبہ کیا معلوم؟ ارے یہ شب قدر تو ہزار ماہ سے افضل اور بہت بہتر ہے اس ایک رات میں عبادت کرنے سے ایک ہزار ماہ کی عبادتوں کا ثواب ملے گا' اور اس شب میں فرشتہ اور روح اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں اور یہ سراپا رحمت و بابرکت رات غروب آفتاب سے طلوع فجر صادق تک سلامتی ہی سلامتی ہے"۔ (القدر پارہ ۳۰)

نیز احادیث میں بھی اس شب قدر کی بابت کثرت سے فضائل موجود ہیں' بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مومن نے شب قدر میں کثرت سے نوافل اور دیگر عبادات میں اپنے کو مشغول رکھا اخلاص' ایمان اور ثواب کی امید کرتے ہوئے تو اس کے تمام گناہ صغیرہ معاف کردیئے جائیں گے' ایک دوسری روایت میں ہے کہ شب قدر میں اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے کہ وہ ملائکہ کے جھرمٹ میں ایک سبز پھریرا اڑاتے ہوئے نازل ہوں چنانچہ وہ ایسے ہی نازل ہوتے ہیں اور اس سبز' علم کو خانہ کعبہ پر نصب فرمادیتے ہیں اس سبز علم میں سو پھریرے ہوتے ہیں جس میں صرف دو پھریرے اس شب مبارک میں اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اور مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں' حضرت جبرائیل علیہ السلام دیگر ملائکہ کو مامور فرمادیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہر شخص پر وہ صبح تک سلام بھیجتے رہیں' ان سے مصافحہ کریں اور ان کی ہر دعا پر آمین کہیں' طلوع فجر کے وقت حضرت جبرائیلؑ باآواز بلند الرحیل الرحیل پکارتے

ہیں' ملائکہ دریافت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اس مبارک شب میں خصوصی طور پر کیا فیصلہ صادر فرمایا ہے؟ حضرت جبرائیل ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کے علاوہ تمام لوگوں کو نظر کرم سے دیکھا ہے اور اس مبارک رات میں ان چار کے علاوہ سب کے گناہوں کو معاف کردیا ہے اور وہ چار شخص یہ ہیں۔

- شرابی
- کینہ وحسد کے عادی
- والدین کے حکم کی نافرمانی کرنیوالا
- آپس میں تعلقات توڑنے اور بے تعلقی کرنے والا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں شب قدر کے متعلق فرماتے ہیں کہ شب قدر کی فضیلت بتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک مستقل سورۃ میں ذکر کیا ہے تاکہ اس کی فضیلت میں مزید اضافہ ہوسکے۔

امام مالکؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف موطا میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو سابقہ امتوں کی عمریں دکھائی اور بتلائی گئیں ان عمروں کو دیکھ کر مجھے اپنی امت کی عمروں کا خیال آیا جس پر اللہ نے بطور انعام شب قدر جیسی نعمت عطا فرمائی' اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان تمام فضائل کی روشنی میں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیوض و برکات سے اپنے دامن کو بھرلیں' ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص شب قدر' اس کی فضیلت اور اس کے بھلائی سے محروم رہا تو گویا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

شب قدر کی تعین:

اس کی تعین میں قدرے تفصیل ہے اگرچہ امت محمدیہؐ کے جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ شب قدر رمضان شریف کی راتوں میں ہی ہوتی ہے لہٰذا ہر رات عبادت کرکے اس کو حاصل کرنا چاہئے البتہ اس میں مختلف اقوال ہیں کہ کون سی رات شب قدر ہے' مشہور صحابی اور خادم رسولؐ حضرت انس بن مالکؓ شب قدر و رمضان شریف کی انیسویں شب میں تلاش کرنے کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی انیسویں شب میں ہوتی ہے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ترجمان القرآن رمضان کی تیسویں شب' اور ابن مسعودؓ چوبیسویں شب حضرت ابو ذر غفاریؓ پچیس ویں شب اور حضرت ابی ابن کعبؓ اور دیگر بہت سے صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی رات یہ ہے کہ شب قدر رمضان شریف کی ستائیس ویں شب ہے یہی قول امام اعظم ابوحنیفہؒ سے بھی منقول ہے۔

حضرت ابوالحسن شاذلیؒ ایک بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ شب قدر تعین کا ایک قاعدہ کلیہ بلکہ اگر رمضان کی پہلی تاریخ اتوار کو ہو تو شب قدر ۲۹ رمضان کو اور اگر پہلی تاریخ رمضان کی پیر کو ہو تو شب قدر ۲۱ رمضان کو اگر یکم رمضان منگل کو ہو تو شب قدر ۲۷ کو اگر چہار شنبہ کو یکم رمضان ہو تو شب قدر ۱۹ رمضان کو اور اگر پہلی پنجشنبہ کو ہو تو ۲۵ کو جمعہ کو ہو تو ۱۷ کو اور اگر پہلی تاریخ شنبہ کو ہو تو شب قدر ۲۳ رمضان المبارک کو ہوتی ہے۔ اس اندازے میں بس اتنا دھیان رہے کہ یہ ایک بزرگ کی بات ہے اور اگر اس کے خلاف ہوجائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایسا نہیں ہوگا یہ تو بس کشف و کرامت تک ہے۔

پوشیدہ رکھنے کی حکمت:

یہاں ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ شب قدر کی تعین کو پوشیدہ اس لئے رکھا گیا چونکہ بندے کثرت سے خدا کی نافرمانی اور معصیت میں مبتلا رہتے ہیں اگر شب قدر کی تعین ہوجائے اور وہ ظاہر بھی ہوجائے اور لوگ اس کو جاننے کے باوجود اس کی معصیت کرتے رہیں تو عذاب میں زیادتی ہوسکتی ہے اور اللہ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے' نیز پوشیدہ رکھنے میں لوگ اللہ کی عبادت زیادہ سے زیادہ کریں گے اور اس طرح سے کئی رات عبادت میں گزاردیں گے اور کم از کم گناہگار ان راتوں میں خصوصی خیال رکھ کر گناہ کم کریں گے۔

علامات شب قدر:

شب قدر کے بارے میں احادیث میں کچھ علامتیں بھی ذکر کی گئی ہیں کہ اگر اس طرح کی چیزیں پائی جائیں تو وہ رات شب قدر ہوگی' مثلاً حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا شب قدر کی من جملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی اور چمکدار ہوتی ہے صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں انوار وبرکات کی وجہ سے چاند کھلا ہوا ہے' اس سورۃ میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارتے' نیز ایک علامت یہ بھی ہے کہ شب قدر کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے نکلتا ہے جیسا کہ ۱۴ویں رات کا چاند (درمنثور) اس رات میں معمولی سی خنکی ہوئی ہوتی ہے' اور عجیب سہانا موسم ہوتا ہے جس کی علامت صاحبان کشف و کرامات ہی سمجھ سکتے ہیں' لہٰذا اگر ہم اخیر راتیں شب قدر سمجھ کر گزاریں تو کیا عجب ہے کہ یہ رات نصیب ہو جائے۔

افطار کرانے کی فضیلت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس متبرک مہینے میں مومن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے اس لئے جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور وہ آگ سے نجات پائے گا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو بھی ثواب حاصل ہوگا گوکہ روزہ دار کے ثواب سے ذرہ برابر کچھ کم نہ کیا جائے گا' صحابہ کرامؓ اس فضیلت پر

بہت خوش ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا افطار کرانے کا مطلب پیٹ بھر کھانا کھلانا نہیں ہے اللہ تعالیٰ تو یہ ثواب ایک کھجور' ایک گھونٹ پانی پلانے یا پنیر اور لسی طرز کی کوئی چیز کھلانے پلانے سے ہی جو بھی میسر ہو سکے مرحمت فرمادیتے ہیں' پیٹ بھر کھانا کھلانے پر موقوف نہیں ہے (ابن ماجہ) لہٰذا اس حدیث کی روشنی میں اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ افطار کرنے' ان کو افطار کرانے کا اہتمام کرکے اس فضیلت کو حاصل کرنا چاہئے' پھر اور روایات میں آتا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اس لئے افطار کے وقت خصوصیت سے دعا کا اہتمام کرنا چاہئے' ایک دوسری روایت میں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کی دعا جو افطار کے وقت کی جاتی ہے رد نہیں ہوتی' اور افطار کے وقت کی دعا قبول کی جاتی ہے (ترمذی) ایک روایت میں تو یہاں تک آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان کے مہینے میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادات چھوڑ کر روزہ دار کی دعا پر آمین کہا کرو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا' لہٰذا ہمیں رمضان کے مبارک مہینہ میں افطار کے وقت خصوصیت سے دعا کا اہتمام کرنا چاہئے۔

تراویح:

رمضان شریف میں عشاء کی نماز فرض کے بعد ۲۰ رکعتوں کو تراویح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اللہ کے رسول نے اس نماز تراویح کو سنت فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں فرمان رسولؐ ہے کہ اللہ نے رمضان کے روزے کو فرض اور تراویح کو سنت فرمایا ہے جس سے تراویح کے بارے میں اللہ کا اشارہ بھی معلوم ہوا' نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تراویح کی بہت تاکید کرتے تھے اسی وجہ سے تمام علمائے امت اور جمہور ائمہ اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔ برہان میں ہے کہ مسلمانوں میں سے روافض کے سوا کوئی بھی شخص اس تراویح کا منکر نہیں ہے۔ اس اہمیت اور تاکید کی وجہ سے مولانا شاہ عبدالحق محدث دھلویؒ نے "ماثبت بالسنہ" میں بعض کتب فقہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ تراویح کو بلا عذر شرعی چھوڑ دیں تو اس وقت ان لوگوں کے تراویح چھوڑنے پر مسلمانوں کا امام وقت (ذمہ دار) ان لوگوں سے مقابلہ کرے اور تراویح کو قائم کرے' لہٰذا تراویح پڑھنی چاہئے۔

روزہ داروں کے وظائف:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان شریف میں چار چیزوں کی طرف

جبار کارپیٹس

ڈیلرز
زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ • ویلنس کارپٹ • اولمپیا کارپٹ

PH: 6646888 - 6647655
FAX: 092-21-5671503
مساجد کیلئے خاص رعائت

سی۔ این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک بی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

خصوصیت سے دھیان دیتے ہوئے کرنا چاہئے۔ ○ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ○ استغفار **استغفراللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ** کا کثرت سے ورد کریں' چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اس کو پڑھتے رہیں۔ ○ دعا کا اہتمام کرتے وقت جنت الفردوس کی طلب کریں اور جنت الفردوس ہی مانگیں۔ ○ دوزخ سے بچنے کی دعا بھی کثرت سے کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ رمضان شریف میں کثرت سے تلاوت قرآن کرنا چاہئے' نیز **یاواسع الفضل اغفرلی** کا ورد کریں۔ یعنی ذکر اللہ' استغفار' تلاوت قرآن' جنت کی طلب' دوزخ سے پرہیز وغیرہ کی دعا کرتے رہیں اور اس طرح سے اپنے پورے وقت کو اللہ کی یاد میں مشغول رکھنا چاہئے۔

فضائل رمضان المبارک:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک بہت ہی متبرک اور باعظمت مہینہ ہے اور اللہ کا خصوصی انعام ہے ایک روایت میں تو یہاں تک آتا ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت کے لوگ یہ تمنا کرنے لگیں کہ تمام سال رمضان ہی بنا دیئے جائیں۔ نیز ارشاد رسول ہے کہ رمضان کے ۳۰ روزے اور ہر ماہ کے تین روزے رکھنے سے دل کی کھوٹ اور وساوس ختم کر دیئے جاتے ہیں' یعنی وساوس دور ہو جاتے ہیں اور دل کی کھوٹ بھی روزہ رکھنے سے ختم ہو جاتی ہے۔

پھر رمضان المبارک کی فضیلت میں یہ کیا کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانی صحیفے اور کتب سماویہ اسی ماہ مبارک میں نازل فرمائے حضرت داؤدؑ کو زبور' حضرت موسیٰؑ کو تورات' حضرت عیسیٰؑ کو انجیل' حضرت ابراہیمؑ کو صحائف اور خود ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک اسی ماہ میں عطا کیا گیا' چنانچہ قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر پورا کا پورا اسی ماہ میں نازل ہوا مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان کو کلام الٰہی سے خاص مناسبت ہے اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت بھی اس ماہ میں منقول ہے خود حضرت جبرائیل علیہ السلام پورا قرآن کریم ماہ رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے اور سنتے یعنی دور کرتے تھے' ایک صحیح حدیث میں فرمان رسولؐ ہے کہ رمضان کے تین حصے ہیں۔ ○ رحمت ○' مغفرت ○' جہنم سے خلاصی۔

مشہور محدث محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جن پر گناہوں کا بوجھ بالکل نہیں تو ان کے لئے رمضان شروع ہی سے باعث رحمت ہے' دوسرے جو معمولی گناہگار ہیں ان کے لئے کچھ دن کے بعد روزہ کی برکت سے مغفرت ہو جاتی ہے' تیسرے جو زیادہ گناہگار ہیں ان کے لئے زیادہ حصہ روزہ رکھنے کے بعد آگ سے آزادی ملتی ہے اور جو بخشے بخشائے ہیں ان کا کیا کہنا ان کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ : اب تو مان جایئے

ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی"۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۰۸)

گویا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے معنی ان کے نزدیک ہیں "لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ" (نعوذ باللہ) جو دوبارہ قادیان میں آیا ہے مرزا بشیر احمد لکھتا ہے "ہمارے نزدیک مرزا خود محمد رسول اللہ ہے اور ہم مرزا کو محمد رسول اللہ مان کر اس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں نیا کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں۔"

خلاصہ : یہ ہے کہ مرزائیوں نے نبی الگ بنایا' قرآن الگ بنایا' (جس کا نام تذکرہ ہے) امت الگ بنائی' شریعت الگ بنائی' کلمہ الگ بنایا۔ اندازہ لگایا آپ نے وہ اپنے دین کا نام اسلام اور مسلمانوں کے دین کا نام کفر رکھتے ہیں۔ اس لئے جناب وزیر اعلیٰ صاحب قادیانی اقلیت نہیں بلکہ مرتد ہیں یہ اسلام کے باغی ہیں اور دنیا کے تمام ممالک کے قوانین میں باغیوں کی سزا موت ہے مسلمان تو آپ سے یہ بھی نہیں کہہ رہے کہ آپ تمام مرزائیوں کو تختہ دار پر لٹکا دیں وہ تو صرف یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ملک و قوم کے مفاد میں ان کو وزارتوں اور اکلیدی عہدوں سے برطرف کر دیں۔

اس اقدام سے جہاں اللہ اور اس کا رسول ﷺ آپ سے راضی ہوں گے وہاں پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں آپ کے لئے جگہ بنے گی اور یوں دنیا اور آخرت میں آپ کو سرخروئی حاصل ہو گی۔

بقیہ : سپریم کورٹ

درج کرانے کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔

○ خود کو واحد مسلمان گروہ قرار دے کر دنیا بھر کے سوا ارب کے لگ بھگ مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دینے کا اعلان کیا ہوا ہے۔

اس صورت حال میں مذہبی نقطہ نظر کو ایک طرف رکھتے ہوئے دستوری لحاظ سے بھی یہ بات قابل توجہ ہے کہ کیا کوئی قادیانی اپنے مذہب اور جماعتی فیصلوں پر قائم رہتے ہوئے دستور پاکستان کا وفادار ہو سکتا ہے؟ اور اگر کوئی قادیانی یہ سب کچھ کرتے ہوئے وزارت کے منصب یا کسی اور عہدہ کے لئے دستور کی وفاداری کا حلف اٹھاتا ہے تو اس حلف کی حیثیت کیا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ کنور ادریس نے سندھ کابینہ میں وزیر کی حیثیت سے حلف اٹھایا ہے تو اس میں دستور کی پابندی اور وفاداری کی بات بھی کی ہے اس لئے یہ سوال پیدا ہو گیا ہے کہ اگر وہ قادیانی ہیں تو دستور پاکستان اور قادیانی جماعت دونوں میں سے کس کے وفادار ہیں اور دستور کا حلف اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی دستوری شق کے بارے میں ان کے جذبات کیا ہیں؟

لیلۃ القدر کی برکات

اور اسکے حصول کا طریقہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

فضائل رمضان میں ایک جامع حدیث

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ فضائل رمضان کے خاتمہ میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ خاتمے میں ایک طویل حدیث، جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں، ذکر کرکے اس رسالے کو ختم کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے، جس کا نام "میرہ" ہے، (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی، پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ "کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا، تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟" پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ "رضوان" سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ "رمضان المبارک کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔" حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے، اور "مالک" یعنی جہنم کے داروغے سے فرمادیتے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے، اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور "سرکش شیاطین" کو قید کرو، اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد ﷺ کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔" نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک "منادی" کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ "ہے کوئی مانگنے والا کہ جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں، اور ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔" حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہوچکے تھے۔ اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے، ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں۔ اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں، ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو بیت اللہ شریف کے اوپر کھڑا کردیتے ہیں، اور حضرت جبرئیلؑ کے سو بازو ہیں، جن میں سے دو بازوؤں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں، جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلادیتے ہیں، پھر جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا (حکم) فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو، یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کررہا ہو، اس کو سلام کریں، اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے، جب صبح ہوجاتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی امت کی حاجتوں اور مومنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ﷺ) وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے) دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے

والا ہو' تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو' اور ناتا توڑنے والا ہو' چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو' جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو (اس کا نام آسمانوں) پر "لیلۃ الجائزہ" یعنی "انعام والی رات" سے لیا جاتا ہے۔ اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں' وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں' اور ایسی آواز سے جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو' جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے' اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا پورا کام کرچکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود' اور اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی۔ اور بندوں سے خطاب فرماکر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم' میرے جلال کی قسم آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے عطا کروں گا' اور دنیا کے بارے میں جو سوال کروگے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھوگے میں تمہاری لغزشوں کی پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا)' میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کروں گا۔ پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ' تم نے مجھے راضی کردیا' میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو ان کو عید الفطر کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم (یااللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔ آمین)۔" (

فضائل رمضان صفحہ ۶۰)

شب قدر رحمت خداوندی کی رات

میں نے حدیث کا صرف ترجمہ پڑھا ہے۔ اس پر شیخ نور اللہ مرقدہ نے کچھ فوائد بھی لکھے ہیں ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر سا نقشہ اس حدیث شریف میں آیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی آنحضرت ﷺ کی امت کے حال پر کتنی عنایت اور کتنی رحمت ہے۔ اور کریم آقا نے اپنے بندوں کو بخشنے کے لئے کیا کیا سامان تیار کر رکھے ہیں۔ یہ ستائیسویں رات عام طور پر شب قدر کی رات کہلاتی ہے' یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ شب قدر کی رات کون سی تھی' کون سی طاق راتوں میں ہوتی ہے کیونکہ اس میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں' عام علماء کرام کا رجحان یہ ہے کہ ستائیسویں کی رات شب قدر ہوتی ہے۔ بہرحال شب قدر خواہ کوئی سی رات ہو' دعا کرو کہ حق تعالیٰ شانہ اس کی برکتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ اب اس سلسلے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً" چند باتیں گزارش کروں گا۔

حضرت عائشہؓ کی برات کا واقعہ

پہلی بات یہ ہے کہ سورۃ نور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں کے بہتان لگانے کے قصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ منافقوں کی اس لب تراشی سے متاثر ہوکر ایک دو مخلص مسلمان بھی اس میں ملوث ہوگئے تھے' وہ بھی باتیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت الفاظ میں ان کو تنبیہہ فرمائی ہے۔

یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا الآیۃ

اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔ کسی مسلمان پر تہمت لگانا' اور مسلمان بھی کون؟ مسلمانوں کی ماں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کسی مسلمان کی طرف گندگی کو منسوب کرنا اور پھر حضور ﷺ کے گھر میں گندگی کی نسبت کرنا کوئی چھوٹی بات ہے؟ حضرت مسطح ابن اثاثہ جو مہاجرین میں سے تھے اور نادار فقیر تھے اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے' ان کے تمام خرچ اخراجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھاتے تھے' یہ بھی منافقوں کی باتوں سے متاثر ہوکر ام المومنینؓ کے بارے میں ایسی باتیں کرنے لگے' جب حضرت عائشہؓ کی براءت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی' اولئک مبرؤن مما یقولون .... الخ یعنی منافق لوگ جو بدزبانی کررہے ہیں یہ حضرت اس سے بری ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کے رنج کا واقعہ

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی براءت کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ تو آنا ہی چاہئے تھا' چنانچہ انہوں نے غصے میں قسم کھائی کہ آئندہ مسطح ابن اثاثہ کو خرچ نہیں دوں گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ غصہ اللہ کی خاطر تھا' کسی کی بیٹی پر ایسی تہمت لگائی گئی ہو تو خود سوچئے کہ پھر ہمارا معاملہ اس شخص کے بارے میں کیا ہوگا؟ بیٹی پر بدکاری کی تہمت کون برداشت کرتا ہے؟ پھر یہ بیٹی بھی تو عام بیٹیوں جیسی نہیں تھی بلکہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ الغرض حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور غصہ میں قسم کھائی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی اس قسم سے باز رکھنے کے لئے سفارش فرمائی۔ گویا مسطح کی سفارش کی کہ ان کا خرچ بند نہ کیا جائے۔ ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعۃ الخ یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش ہیں جو صاحب خیر ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ کہ وہ اپنے قرابت والوں کو جو کہ فقیر ہیں اور مہاجر فی سبیل اللہ ہیں ان پر خرچ نہیں کریں گے اور ان کو آئندہ خرچ نہیں دیں گے۔ و لیعفوا ولیصفحوا یعنی ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں۔ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم یعنی کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے تو تم بھی ان لوگوں کو بخش دو اور درگزر سے کام لو، تم اللہ کے قصوروار ہو اور اس کی مغفرت کی امید رکھتے ہو تو لازم ہے کہ تم اپنے قصور والوں کو معاف کردو۔ ان اللہ غفور رحیم بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے، کیونکہ تمہارا مجرم کوئی ایک آدھ آدمی ہوگا اور اس کے مجرم بے شمار ہیں۔ تمہارا قصور کسی نے کوئی ایک آدھ کیا ہوگا، اس کے بندوں نے بے شمار جرم اور بے شمار قصور کئے ہیں، جب ان تمام جرائم کے باوجود اور ان تمام قصوروں کے باوجود بندے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے، ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے تو اگر کسی نے تمہارا ایک آدھ قصور کردیا تو تم بھی معاف کردو۔

ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعۃ یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور گنجائش والے ہیں۔ صاحب فضیلت اس شخص کو کہتے ہیں جس کو بڑائی حاصل ہوتی ہے اور صاحب گنجائش وہ شخص ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسروں کی نسبت مال زیادہ عطا فرمایا۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں قریباً "پندرہ وجوہ سے پندرہ دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہؓ سے افضل تھے۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ان کو "اولوالفضل" فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش کہ قصوروار کو معاف کردیا جائے

اور اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ، جن کی ہستی سے بڑی کوئی ہستی نہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک قصوروار کا قصور معاف کروانے کے لئے اور ایک مجرم کو درگزر کرنے کے لئے سفارش فرمارہے ہیں، اور سفارش کا انداز بھی عجیب و غریب اختیار فرمایا کہ پہلے ان کی فضیلت بیان فرمائی اور پھر ان کی فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ ہاں، ہاں، آپ جیسے آدمی کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہئے۔ گویا ان کو فرمایا کہ تم اتنے بڑے آدمی ہو، اور پھر اتنی چھوٹی بات پر قسم کھاتے ہو نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ولیعفوا ولیصفحوا معاف کردو اور درگزر سے کام لو، اور پھر آخری بات فرمادی الا تحبون ان یغفر اللہ لکم کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے؟ ظاہر ہے کہ کون نہیں چاہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں، جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتے ہو تو خود بھی لوگوں کے ساتھ بخشش کا معاملہ کرو۔

بخشش چاہتے ہو تو تم دوسروں کو معاف کردو

میں نے یہ جو یہ قصہ ذکر کیا ہے، اور قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کا حوالہ دیا ہے میرا مدعا صرف اتنا ہی ہے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں، ٹھیک ہے بھائی! ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا بھی کسی نے کوئی قصور کیا ہوگا کیا ہم نے اس کو معاف کردیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ ہم محض رضائے الٰہی کے لئے اپنے تمام قصور داروں کو معاف کردیں۔ آج کے دن تک اور آج کی رات تک ہمارا جس شخص نے بھی جو بھی قصور کیا ہو، ہمیں صدمہ پہنچایا ہو، ہمیں رنج پہنچایا ہو، کوئی نازیبا حرکت اس نے کی ہو، سب کو معاف کردیں۔ اور ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہماری طرف سے سب کو معاف۔ کیوں؟ اس لئے کہ خود ہماری معافی کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہے، ہم معاف کردیں گے تو ہم پر بھی معافی کا حکم ہوجائے گا۔ سب کو معاف کرکے بارگاہ الٰہی میں معافی طلب کرنے کے لئے آئیں گے تو انشاء اللہ ہمیں بھی معافی کا پروانہ مل جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ الراحمون یرحمھم الرحمٰن

رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔" (مشکوٰۃ شریف ۴۲۳)

تو ایک گزارش تو میری یہ ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ، اپنے ہمسایوں کے ساتھ، اپنے تعلق والوں کے ساتھ، ہماری کوئی نہ کوئی لڑائی چلتی رہتی ہے، کون آدمی ہے جس کی کسی کے ساتھ لڑائی نہ

ہو؟ بندہ بندہ ہے' کمزور ہے' کبھی کسی کی حالت سے رنج ہوتا ہے' کبھی کسی کی بات سے آدمی کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور بعض لوگ تو رنجیدہ ہو کر قسم کھالیا کرتے ہیں کہ میں تو بالکل معاف نہیں کروں گا۔ اچھا بھائی! تم معاف نہیں کروگے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا یہ چاہو گے کہ اللہ تعالیٰ بھی قسم کھالیں کہ وہ تمہیں معاف نہیں کریں گے؟ نہیں! ہم تو کمزور بندے ہیں' ہم تو یہ چاہیں گے کہ اللہ کریم ہمیں معاف کردیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کردیں تو خود سوچو کہ پھر ہمیں ایسی قسم کھانے کا کیا حق ہے؟ اور اس کا کیا جواز ہے؟

شب قدر کی دعاء

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا مانگوں۔ فرمایا کہ اللہ رب العزت سے یہ کہنا کہ

اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی

ترجمہ... یااللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں' یا اللہ مجھے بھی معاف کردیجئے۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲)

یہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ تو معلوم نہیں کہ یہی "شب قدر" ہے یا کوئی اور رات شب قدر ہے۔ بہرحال وہ ہم پر گزرے گی اور اپنی رحمتیں و برکتیں بکھیر کر جائے گی۔ ہمیں پتہ چلے یا نہ چلے۔ ہمیں پتہ ہونا ضروری نہیں۔ پتہ چلے گا اس دن۔ جس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہم پر اس شب مبارک کی وجہ سے انعامات ہوں گے۔ بہرحال اس شب کی دعا رسول اللہ ﷺ نے یہ تلقین فرمائی۔ اللھم انت عفو "یااللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں۔" تحب العفو آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔" مخلوق انتقام لینا چاہتی ہے اور انتقام کو پسند کرتی ہے۔ لیکن یااللہ! آپ انتقام لینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ فاعف عنی "پس مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔" اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمادے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔ ہم سب کو معاف فرمائے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ: تخلقوا باخلاق اللہ "اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔" اگر ہم اللہ سے معافی کے طالب ہیں تو لازم ہے کہ ہم بھی تمام لوگوں کو معاف کردیں۔ آج سے لوگوں کے تمام کھاتے بے باق کردیں۔

چار آدمی جن کی بخشش نہیں ہوتی

اب دوسری بات۔ حدیث شریف جو میں نے آپ کو سنائی۔ اس میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ چار آدمیوں کی بخشش اس رات میں بھی نہیں فرماتے۔ رمضان المبارک میں جیسا کہ آپ نے سنا۔ ہر رات دس لاکھ ایسے آدمیوں کی بخشش کی جاتی ہے کہ جن پر جہنم واجب ہوچکی تھی' اور ان سے فرمایا جاتا ہے کہ جاؤ آزاد کیا۔ اور رمضان المبارک کی آخری رات میں اتنے لوگوں کو معاف کیا جاتا ہے جتنے لوگوں کو کیم رمضان سے آخری رات تک معاف کیا گیا تھا۔ اللہ اکبر! اتنے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمت الٰہی کا گویا سیلاب ہے' جو بندوں کے گناہوں کو بہا کر لے جاتا ہے۔ لیکن چار آدمیوں کی بخشش رمضان المبارک کی عام راتوں میں تو کیا' شب قدر میں بھی نہیں ہوتی۔ بھئی ان سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا۔ شب قدر میں جبکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی کا عام اعلان کیا جارہا ہے۔ ان کی بخشش نہیں ہورہی۔ وہ چار کون ہیں؟ ایک تو شراب کا عادی' ایسا بلانوش کہ جس نے شراب سے توبہ نہ کی ہو' اور اس گناہ سے توبہ کرنے کی اس کو توفیق نہ ہوئی ہو۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی ایک کرامت

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہ کا جس دن انتقال ہوا ہم لوگ حضرت کے مکان پر جمع تھے۔ حضرتؒ کے صاحبزادے نے ایک قصہ سنایا' کہنے لگے کہ ایک شخص مطب میں آیا' مجھ سے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہیں؟ اس وقت حضرتؒ کی رہائش بھی اسی احاطے میں تھی جہاں پاپوش میں حضرتؒ کا مطب تھا' اور عصر کے بعد حضرتؒ کی مجلس لگتی تھی۔ میں نے کہا بیٹھے ہیں' مجلس لگی ہوئی ہے۔ مطب کا جو دروازہ احاطے کی طرف کھلتا تھا۔ اس نے وہ دروازہ کھولا اور دونوں کواڑ پکڑ کر کھڑا ہوا' کچھ دیر حضرت کو دیکھتا رہا' اور واپس آکر دوبارہ بیٹھ گیا۔ کہنے لگا کہ تم کو ایک قصہ سناتا ہوں۔ میں نہ ان کا شاگرد ہوں' نہ مرید' اور میں نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔ مجھے شراب پینے کی عادت تھی' میری بیوی بچے دوست احباب سب نے اس کو چھڑانے کی ہرچند کوشش کی لیکن۔

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

ایک شادی کی تقریب میں میں بھی مدعو تھا اور حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ میرے جانے سے پہلے حضرت وہاں بیٹھک میں تشریف فرما تھے' اور جس طرح اس وقت محفل گرم ہے اسی طرح لوگ حضرتؒ کے اردگرد جمع تھے' حضرت اپنے ملفوظات بیان فرمارہے تھے' میں دروازے میں داخل ہوا تو حضرتؒ اپنی بات چھوڑ کر میری طرف دیکھنے لگے' اور جب تک میں بیٹھ نہیں گیا برابر میری طرف دیکھتے رہے' جب میں بیٹھ گیا تو حضرتؒ نے پھر اپنی بات شروع کردی' وہ دن ہے اور آج کا دن' میں نے دوبارہ نہیں پی۔ ایک نظر کافی ہوگئی۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی' حضرتؒ کا شعر ہے۔

جسے بینا ہو آنکھوں سے وہ میری بزم میں آئے

مرا دل چشم مست ناز ساقی کا ہے میخانہ

حضرتؒ کی ایک اور کرامت

ایک قصہ اور یاد آیا جو ایک بزرگ نے سنایا تھا' ستر (۷۰) سال کے بڑے میاں تھے' حضرت سے تعلق تھا' کسی لڑکی کو ٹیوشن پڑھانے لگے اور وہ بدبخت ان کے دل میں بیٹھ گئی۔ اب ستر کا بوڑھا ایک چھوکری کو دل دے بیٹھا۔

بوڑھوں سے بھی پردہ کیا جائے

بھئی! بڑے بوڑھوں سے بھی پردہ کرنا چاہئے' لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ضعیف العمر بابا جی ہیں' ان سے کیا پردہ؟ حالانکہ لوگ نہیں جانتے کہ پرانا سانپ زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔ الغرض یہ بڑے صاحب تین چار مہینے پریشان رہے کہ کیا کروں' کسی کو کیسے بتاؤں؟ جب پریشانی حد سے سوا ہوئی تو آخر فیصلہ کرلیا کہ آج حضرت کی خدمت میں جاکر عرض کرتا ہوں۔ اس بلا سے نجات کی کوئی تدبیر بتلائیں گے' وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا چکر بتایا کہ حضرت کیا کروں آپ کوئی تدبیر بتلایئے۔ حضرت نے سن لیا جواب میں ایک لفظ نہیں فرمایا۔ بس سن لیا اور خاموش رہے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ آگئے' حسب معمول حضرت کے ملفوظات شروع ہوئے' کافی دیر تک مجلس جاری رہی۔ جب میں حضرتؒ کی مجلس سے اٹھا تو دل بالکل صاف تھا۔ اس میں کوئی کوڑا کرکٹ باقی نہیں رہا تھا۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی۔

شراب خانہ خراب کی بربادیاں

شراب اتنی گندی چیز ہے کہ دل کو گندہ کردیتی ہے' جس طرح پیشاب نجاست غلیظہ ہے' اسی طرح شراب بھی نجاست غلیظہ ہے' لوگ اس سے تو گھن کرتے ہیں' مگر اس "شراب خانہ خراب" سے گھن نہیں کرتے' حالانکہ یہ ام الخبائث ہے' کہتے ہیں ایک بزرگ کسی بدمعاشوں کے ٹولے میں پھنس گیا تھا۔ اس کو مجبور کیا گیا کہ یہ بچہ ہے اس کو قتل کردو یا یہ عورت ہے اس کے ساتھ بدکاری کرو۔ یا کم سے کم درجہ میں یہ شراب ہے یہ پی لو' ورنہ تمہیں قتل کرتے ہیں۔ یہ پریشان ہوئے کہ یا اللہ! جان بچانے کے لئے کیا صورت اختیار کروں؟ انہوں نے سوچا کہ ان تینوں کاموں میں شراب پینا سب سے ہلکا کام ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دو برائیوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا جائے' اسے چاہئے کہ سب سے کم درجہ کی برائی کو اختیار کرے' یہ سوچ کر انہوں نے اس کو اختیار کرلیا۔ شراب بڑی تیز تھی' شراب پینے کے بعد مدہوش ہوگئے' مدہوشی کے عالم میں بچے کو بھی قتل کیا' زنا کا بھی ارتکاب کیا' تینوں کام مکمل ہوگئے' اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں' واقعی یہ ام الخبائث ہے' عقل و خرد اور ہوش و حواس کی دشمن ہے۔ تو جو لوگ کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں وہ اس ام الخبائث سے توبہ کرلیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ شراب پینے سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ شریف)

مغفرت مانگنے والوں کو توبہ لازم ہے؟

اور میں نے ابھی کہا کہ اس بزرگ نے سمجھا کہ یہ ہلکا کام ہے' قتل اور زنا اس سے بدتر کام ہیں' لہٰذا ہلکا کام کرلو۔ آپ خود سوچ لیں کہ جو لوگ شراب کے عادی ہیں' جب شب قدر میں ان کی بخشش نہیں ہوتی تو اس سے بڑے گناہوں میں جو لوگ مبتلا ہیں ان کی بخشش کیسے ہوگی۔ اس لئے بخشش مانگنے کے لئے شرط ہے کہ ہم تمام گناہوں سے توبہ کرلیں جن کو ہم جانتے ہیں ان سے بھی اور جن کو ہم نہیں جانتے ان سے بھی' اور جو اعلانیہ کرتے ہیں ان سے بھی' اور جو چھپ کر کرتے ہیں ان سے بھی۔ اس لئے کہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ شخص اللہ کی لعنت کا مستحق ہے' لعنت اور رحمت دونوں جمع نہیں ہوسکتیں۔ جب تک کہ آدمی توبہ نہ کرلے رحمت خداوندی کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اللہ کی رحمت کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ آدمی کبیرہ گناہ سے توبہ کرلے' تاکہ لعنت اس کا پیچھا چھوڑ دے اور رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہو۔

توبہ کے کیا معنی ہیں؟

اور "توبہ" زبان سے توبہ کا لفظ بولنا نہیں ہے۔ صرف زبان سے کہہ دو یا اللہ میری توبہ' یا اللہ میری توبہ۔ یہ حقیقی توبہ نہیں ہے بلکہ توبہ کے ظاہری الفاظ ہیں۔ ایک عارف کا شعر ہے:

سبحہ برکف' توبہ برلب' دل پر از ذوق گناہ
معصیت می آید بر استغفارما

یعنی ہاتھ میں تسبیح ہے' زبان پر توبہ ہے' لیکن دل گناہ کے ذوق سے بھرے ہوئے ہیں' گناہوں کو چھوڑنے کی نیت نہیں۔ ہم سب ایسا ہی استغفار کرتے ہیں یا اللہ توبہ' یا اللہ معاف کردے' تو گناہ کو ہماری ایسی توبہ پر ہنسی آتی ہے کہ دل کو تو گناہ کی گندگی سے دھونے اور صاف کرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ لیکن زبان سے توبہ کررہا ہے۔ توبہ کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے طالب بنیں' گناہ کو ترک کردینے کا عزم اور ارادہ کرلیں' اور گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دین و ایمان کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی کرنے کا بھی عزم کریں۔ مثلاً" بے نمازی ہے' نماز نہیں پڑھتا' یا گنڈے دار پڑھتا ہے۔ جب پوچھا جائے کہ بھئی! نماز بھی پڑھتے ہو؟ تو کہتا ہے کہ کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں' جب فرصت ہوتی ہے۔ نہ بھائی! نماز تو ایسی چیز نہیں ہے جو کبھی کبھی پڑھی جائے' یہ تو ایمان کی غذا ہے' جس طرح بدن کی غذا ہوتی ہے۔ کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کھانا کھایا کرتے ہیں؟ تو کیا آپ یہ

جواب دیں گے کہ کبھی کبھی کھایا کرتے ہیں؟

توبہ کے قبول ہونے کے لئے شرط

توبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرلیا جائے' پختہ ارادہ کرو کہ آئندہ ٹی وی نہیں دیکھیں گے' نامحرموں کو نہیں دیکھیں گے' کسی کی غیبت' یا چغلی نہیں کریں گے' عورتیں بے پردہ نہیں نکلیں گی' اسی طرح دوسرے جتنے گناہوں میں مبتلا ہیں ان کو چھوڑنے کا عزم کرو' میں نے مثال کے طور پر دو تین چیزیں بتائی ہیں' ورنہ ہم بہت سے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں' اور ان سب سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اب ہماری حالت تو یہ ہے کہ اگر کوئی ہم کو نصیحت کرے کہ یہ کام نہ کیا کرو تو ہم اس کے ساتھ لڑ پڑتے ہیں۔ اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ جب دل سے سچی توبہ ہی نہ ہوئی ہو تو صرف زبان سے توبہ توبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب دل تائب نہ ہو اور دل نے عزم نہ کیا ہو گناہ کو چھوڑنے کا۔ "نہ ہی ندامت" "نہ ہی حسرت" گناہ کی نحوست اور گناہ کی سیاہی ہمارے قلب پر چھائی ہوئی ہے تو پھر زبان سے توبہ کرنے کے کیا معنی ہوئے؟ اور اس پر توبہ کا ثمرہ کیا مرتب ہوگا؟ میری بہنیں اور بیٹیاں اگر بے پردگی نہ چھوڑیں اور ہزار بار روزانہ استغفار پڑھا کریں' کوئی نفع نہیں ہے' عزم کرو گناہوں کو چھوڑنے کا' جو گناہ ہمیں معلوم ہیں اور جن گناہوں میں ہم ملوث ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارا دامن ایمان نجس ہورہا ہے ان کو چھوڑنے کا عزم کریں' گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں اور صرف ایک دفعہ کہہ دیں کہ یا اللہ! میں نے گناہوں کو چھوڑنے کا سچے دل سے ارادہ کرلیا ہے' مجھے معاف کردیجئے' اللہ تعالیٰ فوراً معاف کردیتے ہیں' اسی (۸۰) سال کے گناہ کو بھی معاف کردیتے ہیں۔

حقوق العباد کے معاملے میں توبہ

اگر حقوق العباد کا معاملہ ہے تو ان حقوق کو ادا کریں۔ کسی کے پیسے دینے ہیں' اور وہ مانگتا ہے تم نہیں دیتے' کسی کے مکان پر قبضہ کیا ہوا ہے وہ شریف آدمی کہتا ہے چھوڑ دو' نہیں چھوڑتے۔ یہاں قانون تمہیں سہارا دے دے گا لیکن اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی سہارا نہیں ہوگا' بلکہ تنہا ہوگے' اور وہاں تمہیں یہ حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ لہٰذا بندوں کے جتنے حقوق تمہارے ذمہ ہیں ان سب کو ادا کرو' یا معاف کرالو' اس کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوگی۔ تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ کبیرہ گناہوں کو ترک کرنا' اور اس کا عزم کرنا مغفرت کے لئے شرط ہے' وگرنہ مغفرت نہیں ہوتی' اس بابرکت رات میں بھی نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بہت وسیع ہے' کیا ہم' کیا ہمارے گناہ' اللہ کی رحمت کے مقابلے میں یہ کیا چیز ہیں؟ ساری دنیا کی ساری مخلوق کے گناہ بھی جمع کرلئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری مخلوق کے سارے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے۔ مگر سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں تو سہی' اور سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں' اپنی نافرمانیوں اور اپنی خباثتوں کو چھوڑنے کا تہیہ کرکے تو آئیں۔

ایک حدیث قدسی

حدیث قدسی میں آتا ہے (حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کی روایت کریں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں' جیسے صحابیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو وہ حدیث رسول ﷺ کہلاتی ہے' اور جس حدیث میں آنحضرت ﷺ یوں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' یا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو وہ حدیث قدسی کہلاتی ہے) تو ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں اور اس کی بلندی تک پہنچ جائیں' یعنی ان سے آسمان اور زمین کا خلا بھر جائے اور تو سچے دل سے تائب ہوکر میرے پاس آئے اور مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کردوں گا۔ "ولا ابالی" "اور میں تیرے گناہوں کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا' اور نہ ان سے میرا کچھ بگڑے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۴)

مناجات مقبول میں ہمارے حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے قرآن و حدیث کی دعائیں جمع فرمائی ہیں' اس میں ایک دعا یہ نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ دعا میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے

یامن لاتضرہ الذنوب ولا تنقصہ المغفرۃ' اغفرلی مالا یضرک وھب لی مالا ینقصک

ترجمہ...... یعنی "اے وہ ذات جس کو گناہ نقصان نہیں دیتے اور مغفرت کرنا اس کے خزانوں میں کمی نہیں کرتا' جس چیز سے آپ کی کمی نہیں ہوتی وہ مجھے عطا فرمادیجئے اور جو چیز آپ کو نقصان نہیں دیتی وہ مجھے معاف فرمادیجئے۔"

الغرض ہمارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا' ہمارے حضرت حکیم الامت ارشاد تھانویؒ فرماتے تھے کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوجاتے ہیں' اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں' بہت ہیں' بہت ہیں' واقعی بہت ہیں' اب یہ بے چارہ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوث تھا' گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا' اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ

میں کس منہ سے تجھ میں اتروں' میں تو اتنا گندا ہوں' اتنا گندا ہوں' اگر میں تجھ میں اتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندا کردے گی' اور میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہوجائے گا' ناپاک ہوجائے گا۔ اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں' تو آکر تو دیکھ! تیری گندگی بھی صاف ہوجائے گی اور میرا بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندا ہوجاتا ہے؟ دریا گندا ہوجاتا ہے؟ حضرت'' فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے۔ سمندر تو ایک مخلوق ہے' اس میں دنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کردیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا چھینٹا ساری دنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمت خداوندی سے مایوس ہوجائے۔ غرضیکہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے طالب ہیں اور اس سے بخشش مانگنے کے لئے آئے ہیں' لیکن بھائی اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سچے دل سے تائب ہوکر آئیں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطاء فرمائیں' (آمین)۔ آپس کے جو حقوق ہیں وہ بھی ادا کردیں' آپس میں ایک دوسرے سے معافی تلافی بھی کرلیں۔

والدین کا نافرمان

دوسرا آدمی جس کی مغفرت نہیں ہوتی وہ والدین کا نافرمان ہے۔ یہ والدین کی نافرمانی بھی بڑی عجیب چیز ہے' آدمی کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ میرے والدین اگر نہ ہوتے تو میرا وجود نہ ہوتا' میرے وجود کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو بنایا' اب جن والدین کے وجود کو ہمارے وجود کا ذریعہ بنایا گیا' یہ انہی والدین کا مخالف ہے' انہی کا دشمن ہے' انہی کا نافرمان ہے۔ ماں نے ۹ مہینہ کم وبیش اس کو پیٹ میں رکھا' جس حالت میں رکھا' اور پھر جس حالت میں اس کو جنم دیا وہ اس سے پوچھو' پھر دو سال تک اسے اپنے جگر کا خون پلایا' جس کو دودھ کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس کے خون جگر کو دودھ میں تبدیل فرمادیتے ہیں۔ پھر اس کی سردی و گرمی کا' اس کی ضروریات کا احساس کیا۔ اس کو سوکھے میں لٹایا' خود گیلے میں لیٹی۔ صاحب بہادر بیمار ہوگئے تو ماں باپ دونوں نے اس کو ہاتھوں میں لے کر رات آنکھوں پر کاٹی' والدین کا اتنا حق ہے کہ اولاد کسی صورت میں اس حق کو ادا نہیں کرسکتی' حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اپنے والد کا حق کس طرح ادا کرسکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا' نہیں! والد کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ صرف ایک صورت ہے کہ وہ غلام ہو تو اس کو خرید کر آزاد کردے۔ تو کسی درجہ میں والد کا حق ادا ہوجائے گا۔ والدین کے اتنے احسانات ہیں اولاد پر کہ ان کا بدلہ چکانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک صاحب نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ والدین کا اولاد کے ذمہ کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا تیری دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

والدین کو دیکھنے پر حج کا ثواب

ایک حدیث میں ہے کہ جو فرمانبردار اولاد نظر رحمت کے ساتھ والدین کے چہرے پر نظر ڈالے تو ہر بار نظر ڈالنے پر اس کے لئے حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو سو حج کا ثواب لکھا جائے گا؟ فرمایا' اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے' اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

یعنی حق تعالیٰ شانہ کی عنایتیں اور رحمتیں ہمارے پیمانہ عقل و فہم سے بالاتر ہیں' روزانہ سو حج کا ثواب لکھا جانا کون سی بڑی بات ہے کہ اس پر تعجب کا اظہار کیا جائے۔ پس جب والدین کا یہ درجہ ہے کہ ان کے چہرے پر ایک بار نظر رحمت ڈالنا حج مبرور کا ثواب رکھتا ہے تو والدین کی نافرمانی و گستاخی کا وبال بھی اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ تو والدین کے نافرمان کی اس رات میں بھی اگر بخشش نہ ہو تو کوئی بعید نہیں۔ اس لئے کہ جرم ہی اتنا بڑا اور سخت ہے۔

ایک شخص حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر خدمت ہوا اور کہا یارسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں اور آپ ﷺ سے مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا' تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا پھر اس کو لازم پکڑ کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔ اور یہ تو بہت ہی مشہور حدیث ہے کہ الجنة تحت اقدام الامہات۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہیں بخش دیں' سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ اس شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

والدین کی نافرمانی کا دنیا میں وبال

میں نے اپنی مختصر سی زندگی میں اس حدیث کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھی' چنانچہ فرماں برداروں کو پنپتے دیکھا اور والدین کے نافرمان برداروں کو ہلاک اور ذلیل و خوار ہوتے دیکھا۔ دراصل دنیا دارالجزا نہیں' جزا و سزا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن رکھا ہے۔ جرائم کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے قیامت پر اٹھا رکھی ہیں' یہاں جرم کی سزا نہیں دیتے' ہاں! تھوڑی سی گوشمالی کردیتے ہیں' ورنہ پوری سزا آگے قیامت کے دن ملے گی' لیکن ظلم' قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کی ''سزا'' دنیا میں نقد ملتی ہے' اور ظالم' قطع رحمی کرنے والا اور والدین کا نافرمان اپنے کئے کی پاداش سے بچ نہیں سکتے۔ ••

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبدالحق تمنا...... کراچی

شام آپؐ کے حضور سحر آپؐ کے حضور
اے کاش زندگی ہو بسر آپؐ کے حضور

بس خاک پا حضورؐ کی ہو مرکز نگاہ
کچھ بھی نہ اور آئے نظر آپؐ کے حضور

زندہ رہوں تو آپؐ کے قدموں کے حضور
ہو ختم زندگی کا سفر آپؐ کے حضور

آتا نہیں ہے اپنے گناہوں کا کچھ خیال
لگتا نہیں ہے موت سے ڈر آپؐ کے حضور

میری گنہگار نگاہوں نے بارہا
دیکھا ہے وا بہشت کا در آپؐ کے حضور

کیا نور ہے کہ رات کا احساس مٹ گیا
گویا ٹھہر گئی ہے سحر آپؐ کے حضور

دھندلا گئے ہیں آپؐ کے انوار دیکھ کر
شمع و چراغ و شمس و قمر آپؐ کے حضور

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعے مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت' دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ "ختم نبوت" کے ذریعے قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوۃ' صدقات' خیرات' فطرہ' عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

(نوٹ) رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے پر مصرف میں لایا جاسکے

ترسیل زر کا پتہ : دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

- فون 514122- فیکس 542277

(نوٹ) مجلس کے مقامی دفاتر میں رقوم جمع کرا کر مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

کراچی کے احباب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر

جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم-اے جناح روڈ کراچی میں رقوم جمع کرا سکتے ہیں

رابطہ :

دفتر کراچی فون 7780337- فیکس 7780340